خان بابا کی گُل نین

نبیلہ عزیز

مکمل ناول



نبیلہ عزیز

خان ملک کی گل نین

"گل نین ۔۔۔!" آج پہلی بار حیشم خان بلا جھجک اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں چلا آیا تھا۔ گل نین کی سفید رنگت زرد پڑ گئی تھی وہ اپنے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر پونچھتی ہوئی بیڈ سے کھڑی ہو گئی تھی اور دوپٹہ ماتھے تک کھینچ لیا تھا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" حیشم خان نے کبھی نظر اٹھا کر اس کی سمت اتنے غور سے نہیں دیکھا تھا جیسے اس وقت دیکھ رہا تھا۔

"ج ۔۔۔ جی صاحب ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔"

اس کی آواز بھرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ جس پر حیشم خان کے چہرے کی تشویش اور پریشانی مزید بڑھ گئی تھیں وہ ایک بار پھر نظر اٹھا کر بغور دیکھنے پہ مجبور ہو گیا تھا۔

"بختاور تو بتا رہی تھی کہ تمہاری طبیعت خراب ہے' کیا ہوا ہے تمہاری طبیعت کو؟" وہ کافی رسانیت

سے تمکر نپے تلے الفاظ میں پوچھ رہا تھا۔

"گگ... کچھ نہیں صاحب! بس وہ بخار ہو گیا تھا۔" گل نین کا جسم ہلکے ہلکے لرز رہا تھا اور ٹانگیں بھی کانپ رہی تھیں اس کے وجود میں ذرا بھی سکت نہیں تھی پھر بھی وہ اپنے قدموں پہ کھڑی تھی' کمال بہادری تھی اس کی۔

"تمہیں بخار تھا تو بختاور تمہیں یہاں کیوں چھوڑ گئی؟" اب کی بار اس کا لہجہ سخت ہو چکا تھا۔

"اب... اب میں ٹھیک ہوں اس لیے... اس لیے چھوڑ گئیں۔" گل نین کے حلق میں آنسوؤں کا گولا سا پھنس گیا تھا اور آنکھیں پانیوں سے ڈبڈبا گئی تھیں۔

"لیکن مجھے تو تم کہیں سے بھی ٹھیک نہیں لگ رہیں؟"

"صاحب آپ تھکے ہوئے آئے ہیں' میری فکر نہ کریں' جا کر آرام کریں..." گل نین نے اپنے بے ربط الفاظ کو بمشکل یکجا کیا تھا۔

"گل نین! صاف صاف بتاؤ بات کیا ہے؟ بختاور نے کچھ کہا ہے؟"

"نن... نہیں صاحب! بختاور بی بی تو بہت اچھی ہیں۔" گل نین کا لہجہ ہنوز بھرایا ہوا تھا۔

"تو پھر لائبہ نے کچھ کہا ہے؟"

"نہیں صاحب! کسی نے کچھ نہیں کہا۔" اس نے کہتے ہوئے سر جھکا لیا تھا اسے اپنے زخموں کی طرح اپنی آنکھوں کے رسنے کا بھی ڈر تھا اسی لیے پلکوں کے ساتھ ساتھ سر بھی جھکا لیا تھا۔

"تم نے کل میرے نمبر پہ فون کیا تھا لیکن لائن ڈراپ ہو گئی تھی اور میٹنگ کی وجہ سے میں بھی تمہیں کال بیک نہ کر سکا' کیا بات تھی؟ کیوں فون کیا تھا؟" حیشم خان کو بات کرتے کرتے اس کی کل والی فون کال یاد آ گئی تھی۔

"آپ نے کل کال نہیں کی صاحب' تو آج حال پوچھنے کا کیا فائدہ؟" گل نین کی کٹورا سی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔

"کیوں؟ کیا ہوا ہے تمہیں؟" حیشم خان بری طرح چونک گیا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا صاحب' کچھ بھی تو نہیں ہوا' کسی غریب کے ساتھ کچھ ہو بھی جائے تو کچھ کچھ نہیں ہوتا۔" اس کی آواز میں عجیب کرچیوں کی سی ٹوٹ پھوٹ سنائی دے رہی تھی اور لہجے میں ہلکے زہر کی آمیزش تھی' اس کے الفاظ میں کچھ چبھ رہا تھا۔

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو گل نین' بتاؤ کیا ہوا ہے؟ بختاور نے کچھ کہا ہے یا لائبہ نے کوئی بات کی ہے؟ تمہیں کسی نے مارا پیٹا ہے؟ کیا ہوا ہے آخر؟" حیشم خان کا لہجہ تیز اور آواز بلند ہو چکی تھی جس پہ گل نین سے مزید ضبط نہ ہو سکا اور وہ دھاڑیں مار مار کر روتی ہوئی حیشم خان کے قدموں میں گر گئی تھی اور حیشم خان اپنے قدموں میں گری تڑپ تڑپ کر روتی ہوئی گل نین کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا...!!!

✡ ✡ ✡

"حیشم! اٹھ جائیں پلیز' کتنا ٹائم ہو رہا ہے' ناشتا لگا دیا ہے میں نے' اب گرم نہیں کروں گی۔" لائبہ نے دوبارہ آ کر آواز دی تو آواز میں بے زاری گھلی ہوئی تھی۔ حیشم خان نے چہرے سے کمبل ہٹا کر اسے دیکھا وہ دروازے سے ہی واپس پلٹ رہی تھی۔

"لائبہ!" اس نے بے ساختہ آواز دی۔

"جی؟"

"ادھر آؤ۔" اس نے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"فی الحال فارغ نہیں ہوں' آپ نیچے آ جائیں میں ناشتا ٹیبل پہ لگا کر آئی ہوں۔" اس نے ہری جھنڈی دکھا دی۔

"لائبہ...!" حیشم نے اسے دوبارہ آواز دی لیکن وہ سنی ان سنی کرتی ہوئی نیچے چلی گئی۔ حیشم خان کا موڈ سخت بدمزا ہوا تھا وہ جھنجلاتا ہوا اٹھ کر واش روم میں چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر نیچے آ گیا تھا وہ

پہلے سے کرسی پہ تیار بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی حیشم خان خاموشی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا اور وہ ... کی۔

"... ناراض ہیں؟"

"... تھینکس..." اس کے نپے تلے "تھینکس" پہ لائبہ کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"خفا ہو گئے ہیں؟"

"نہیں! مجھے خفا ہونے کی کیا ضرورت ہے بھلا؟" گلاس میں جوس انڈیلتے ہوئے لاتعلقی سے بولا۔

"تو پھر منہ کیوں سوجا ہوا ہے؟"

"میرا منہ ہے' تمہیں اس سے کیا مطلب؟"

"آپ کا منہ صرف آپ کا ہی نہیں ہے اس پہ میرا بھی کوئی حق ہے۔" وہ چھیڑنے والے انداز میں بولی۔

"اچھا...؟ تھوڑی دیر پہلے جب میں حق جتانا چاہ رہا تھا تب کیا ہوا تھا؟ بات کیوں نہیں سنی؟" وہ ناراضی سے گھورتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"تو اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے؟ اب سنا دیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"کمرے میں سنانے والی بات ڈائننگ ٹیبل پر کیسے سناؤں؟" حیشم کی ذو معنی بات پہ لائبہ کے چہرے پہ رنگ بکھر گئے تھے۔

"ایسی بھی کیا بات تھی جو صرف کمرے میں ہی سنی جا سکتی ہے؟" وہ انجان بنتے ہوئے بولی۔

"رات کو کمرے میں آنا پھر بتاؤں گا۔" وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا لائبہ بے ساختہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"بچے کہاں ہیں؟" حیشم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"حمیدہ کے پاس کھیل رہے ہیں۔" اس نے ملازمہ کا بتایا۔

"یعنی تم نے فارغ ہوتے ہوئے بھی میری بات نہیں سنی؟" حیشم کو اپنی بات نہ سننے کا ابھی تک افسوس ہو رہا تھا اور لائبہ دل کھول کے ہنس رہی تھی۔

"پلیز ناشتا کیجیے ورنہ اسی افسوس میں پورا دن گزر جائے گا۔" لائبہ نے ہنستے ہوئے اسے ناشتے کی طرف متوجہ کیا تھا اور وہ اسے مصنوعی خفگی سے گھورتے ہوئے ناشتا کرنے لگا تھا۔

✡ ✡ ✡

"اوئے گل نیناں! کہاں ہو بچہ؟" خان بابا کی عادت تھی کہ وہ گھر میں داخل ہوتے ہی بیٹی کو آواز دیتے تھے اور وہ ان کی آواز پہ بھاگی آتی تھی۔

"ارے بابا آپ آ بھی گئے؟" وہ دوپٹے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے تیزی سے باہر آئی تھی۔

"تو کیا میں رات رہنے گیا تھا؟" وہ سارا سامان گل نین کو تھماتے ہوئے ہنسے۔

"میری کتابیں بھی لے آئے آپ...؟" اس نے تھیلے میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"اوئے خاناں خراب کتابیں تو رہ گئیں۔" انہوں نے یاد آنے پہ اپنے سر پہ ہاتھ مارا تھا۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں بازار جاتے ہیں تو رات رہ کر ہی آیا کریں' بس واپسی کی جلدی ہوتی ہے۔" وہ خفا ہو رہی تھی۔

"ارے پگلی مجھے واپسی کی جلدی اسی لیے ہوتی ہے کہ میری گل نین گھر پہ اکیلی ہوتی ہے۔ اسی لیے تو فوراً" واپس آجاتا ہوں' گھر سے باہر جاکر بھی میرا دھیان گھر کی طرف ہی لگا رہتا ہے۔" خان بابا بڑے فخر اور محبت پاش انداز سے بتا رہے تھے اور گل نین مزید خفا ہونے لگی تھی۔

"کس چیز کا ڈر لگا رہتا ہے آپ کو؟ آپ کا گھر' کہیں بھاگ جائے گا' یا آپ کی گل نین کہیں بھاگ جائے گی؟" وہ ان سے لڑنے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

"ارے میری پگلی گل نین' نہ تو تمہارے کہیں بھاگنے کا ڈر ہے اور نہ ہی گھر کے بھاگنے کا ڈر ہے' پتر! ڈر لگتا ہے تو صرف اس زمانے سے' زمانہ بہت ظالم ہے' ذرا ترس نہیں کھاتا' اسی لیے بیٹی کو تنہا چھوڑتے ہوئے ڈرتا ہوں۔"

"لیکن بابا اس میں زمانہ کہاں سے آگیا؟ میں کہاں اور زمانہ کہاں؟ اب گھر میں بیٹھے ہوئے بھی کوئی ڈر ہے بھلا؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔

"ارے پتر تو سات کوٹھریوں میں رہ' پر پھر بھی زمانے سے ڈر' زمانہ سات کوٹھریوں میں تمہارے پیچھے نہیں جائے گا لیکن زمانے کی بے رحم زبان سات کوٹھریوں میں بھی تمہارے پیچھے جائے گی۔" خان بابا نے ڈھکے چھپے الفاظ میں بیٹی کو سمجھایا تھا اور وہ ماشاء اللہ اتنی سمجھ دار تھی کہ فوراً" سمجھ بھی گئی تھی۔

"کچھ سمجھی کہ نہیں؟"

"جی سمجھ گئی ہوں۔" اس نے آہستگی سے سرہلایا تھا۔

"چلو تو پھر جلدی سے ہنڈیا بنالو اور میں جاکر تمہاری کتابیں لے آؤں۔" وہ وہیں سے واپس پلٹ گئے۔

"ارے نہیں بابا! ابھی رہنے دیں' کل لے آیئے گا' ایسی بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔" اس نے انہیں دوبارہ بازار جانے سے منع کیا تھا۔

"کل بھی تو میں نے ہی لے کر آنی ہیں' اچھا ہے آج ہی لے آؤں' کل جمعہ ہوگا اور بازار جلدی بند ہوجائے گا۔"

"لیکن اس وقت موسم بہت خراب ہو رہا ہے' بارش شروع ہونے والی ہے۔" اس نے موسم ابر آلود ہوتے دیکھا تو انہیں منع کیا۔

"ارے یہ موسم تو روز ہی ایسا ہوتا ہے' میں ابھی لے آتا ہوں شاباش تم ہنڈیا بنالو۔" وہ کہہ کر گیٹ سے نکل گئے تھے اور گل نین انہیں پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی تھی وہ بھلا گل نین کی بات کب ٹال سکتے تھے اس کی کتابیں نہیں آئی تھیں تو انہیں چین کیسے آتا؟ اور وہ پچھتا رہی تھی کہ اس نے کتابوں کا ذکر ہی کیوں کیا تھا وہ کچن میں آکر سبزی بناتے ہوئے بھی ہول رہی تھی کیونکہ بارش کے امکان بڑھ گئے تھے۔ ماحول میں بادلوں کی گرج اور گھور اندھیرا پھیلنے لگا تھا کسی بھی وقت موسلادھار بارش شروع ہوسکتی تھی۔

"اف ان کے پاس تو چھتری بھی نہیں ہے؟" اس نے چولہا جلا کر ہنڈیا چڑھادی اور کچن کی باہر کی طرف کھلنے والی کھڑکی کھول کر باہر جھانکا اور زمین پہ برسنے والی بوندیں دیکھ کر دل دھک سے رہ گیا تھا وہ رفتہ رفتہ ہنڈیا بھی بنا چکی لیکن خان بابا ابھی تک واپس نہیں آئے تھے اس کی تشویش بڑھ گئی تھی وہ چھتری لے کر باہر نکل آئی۔

"قادر خان۔۔۔! قادر خان۔۔۔!" اس نے گیٹ کے قریب آکر چوکیدار کو زور سے آوازیں دیں۔

"کیا بات ہے گل نین؟" قادر خان چھتری لے کر سامنے آگیا ہوا اتنی تیز تھی کہ چھتری بھی ہاتھوں سے نکلی جارہی تھی۔

"بابا' بازار گئے تھے ابھی تک نہیں آئے' میرے ساتھ چلو انہیں دیکھنے۔" وہ پریشان تھی۔

"ارے پریشان کیوں ہوتی ہو؟ بارش کی وجہ سے کہیں رک گئے ہوں گے۔" قادر خان نے تسلی دی۔

"نہیں قادر خان وہ کہیں رکنے والے نہیں ہیں' ضرور کوئی مسئلہ ہوگیا ہے ان کے ساتھ۔" گل نین کسی تسلی کو ماننے والی نہیں تھی۔

"لیکن گل نین اس بارش میں کہاں ڈھونڈنے جاؤگی انہیں؟" قادر خان طوفانی بارش دیکھ کر گھبرا

[illegible] سے بولا۔

"کہیں بھی جاؤں گی' تم بس میرے ساتھ چلو۔" وہ غصے سے بولی تو قادر خان کو چپ ہونا پڑا۔

"چلو! اچھے' تمہاری مرضی۔" وہ مان گیا لیکن قسمت اچھی تھی کہ وہ زحمت سے بچ گیا تھا ابھی قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ خان بابا گیٹ سے اندر داخل ہوتے نظر آگئے۔

"لو! وہ خود ہی آگئے۔" اسے خان بابا کو دیکھ کر خوشی ہوئی تھی جبکہ گل نین کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی کیونکہ خان بابا سے ٹھیک سے چلا بھی نہیں جارہا تھا اور وہ سر سے پاؤں تک بارش میں بھیگے ہوئے تھے بارش کا پانی ان کے کپڑوں سے نچڑ رہا تھا۔

"بابا! آپ ٹھیک تو ہیں؟ اتنی دیر کیوں لگادی؟" وہ چھتری لے کر ان کے قریب آگئی۔

"ہاں ٹھیک ہوں' تم اندر چلو۔" وہ بمشکل قدم اٹھا رہے تھے اور تکلیف کا احساس ان کی آواز میں بھی رچا ہوا تھا۔ گل نین نے چھتری پھینک کر انہیں سہارا دیا اور اندر لے آئی۔ قادر خان بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔

"بیٹھیے۔۔۔" اس نے کرسی کھینچی۔

"آف!" ان کے منہ سے بے ساختہ اک کراہ نکلی تو گل نین کا دل گھبرا رہا تھا۔

"بابا! آپ بتاتے کیوں نہیں کیا ہوا ہے آپ کو؟"

"بس بیٹا آتے ہوئے پاؤں پھسل گیا تھا۔" انہوں نے آہستگی سے کہا اور ان کی نظر ان کے گھٹنے پہ جا پڑی لٹن سے رگڑ لگنے کی وجہ سے ان کی شلوار کا کپڑا گھٹنے سے پھٹا ہوا تھا۔

"ہائے میرے اللہ۔۔۔" وہ تڑپ اٹھی تھی اور فرش پہ دوزانو بیٹھتے ہوئے ان کی شلوار کا پائنچہ چڑھادیا تو

"اف۔۔۔!" گھٹنے سے خون رس رہا تھا۔

"یہ تو بہت گہری چوٹ ہے۔"

"ارے شکر کرو بچہ کوئی ہڈی پسلی ٹوٹنے سے بچ گئی ورنہ گھر بھی نہیں آسکتا تھا۔"

"بابا! یہ میری وجہ سے ہوا ہے نا؟ نہ میں کتابیں کہتی اور نہ آپ دوبارہ بازار جاتے۔" گل نین کو افسوس ہو رہا تھا۔

"پتر! ہر چیز کا ایک بہانا ہی بنتا ہے۔"

"اچھا! آپ اٹھیں یہاں سے اور گرم کپڑے پہنیں' میں پانی گرم کرکے لاتی ہوں' زخم صاف کرکے پٹی باندھ دیتی ہوں۔" وہ قادر خان کے ساتھ انہیں کمرے میں لے آئی اور کپڑے نکال کر ان کی طرف بڑھادیے اور جلدی جلدی میں ان کے لیے چائے بھی بنالی کافی سردی تھی' وہ ٹھٹھر رہے تھے۔۔۔!

☼ ☼ ☼

"دیکھیے بی بی! ان کو سردی کی وجہ سے بخار ہوا ہے اور اسی سردی کی وجہ سے یہ بخار اتر نہیں رہا' آپ انہیں گرم کمرے میں رکھنے کی کوشش کریں۔" خان بابا کو اس روز بارش میں بھیگنے کی وجہ سے بخار ہوا تھا اور آج دس دن ہوگئے تھے وہ بخار نہیں اترا تھا یہاں تک کہ انہیں اسپتال میں بھی داخل کروا دیا تھا لیکن پھر بھی ان کا بخار کم نہیں ہوا تھا۔

"گرم کمرے میں؟" وہ نا سمجھی سے پوچھ رہی تھی۔

"میرا مطلب ہے کہ آپ انہیں پرائیویٹ روم میں شفٹ کروادیں وہاں ہیٹنگ سسٹم ہے' یہاں وارڈ میں ہیٹر کی سہولت نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے اسے فرق سمجھایا اور گل نین بے بسی سے سر جھکا کر مٹھی میں دبے چند سو سو کے نوٹ دیکھتی رہ گئی جو اس نے خان بابا کی آج کی دوائیوں کے لیے تھام رکھے تھے پچھلے دس دن سے مسلسل ڈاکٹرز اور دوائیوں کا بل دے دے کر پورے مہینے کا خرچہ اٹھ گیا تھا ڈاکٹر اسے کہہ کر چلا گیا کہ وہ پلٹ کر بابا کو دیکھنے لگی جو شدید بخار کی وجہ سے غنودگی کی حالت میں تھے۔

"گل نین۔۔۔!" قادر خان نے آواز دی۔

"ہوں؟"

"صاحب کو فون کرو۔" قادر خان نے مشورہ دیا۔

"صاحب کو؟" اس کے قدم ٹھٹک گئے۔

"تو اور کیا؟ اس مصیبت کے وقت اور کون کام آئے گا؟" وہ اسے سمجھا رہا تھا اور گل نین کے پاس سمجھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا وہ قادر خان سے فون نمبر لے کر اسپتال سے باہر بنے چھوٹے سے پی سی او کی طرف چل دی، وہاں جا کر نمبر ڈائل کیا تو کال فوراً مل گئی تھی۔

"ہیلو! حیشم خان اسپیکنگ؟" دوسری طرف سے حیشم خان کی بھاری آواز سنائی دی۔

"سلام صاحب! ایبٹ آباد سے گل نین بات کر رہی ہوں۔" اس کی آواز بے حد دھیمی تھی حیشم خان یقیناً چونکا تھا اس کے انداز سے لگ رہا تھا۔

"گل نین۔۔۔؟ خیریت تم نے فون کیوں کیا؟" وہ واقعی پریشان ہو گیا تھا۔

"بابا بہت بیمار ہیں۔" بتاتے ہوئے اس کی آواز لرز رہی تھی۔

"کیوں؟ کیا ہوا خان بابا کو۔۔۔؟"

"پچھلے دس دن سے بخار ہے صاحب اور دو دن سے انہیں اسپتال میں ایڈمٹ کروا رکھا ہے، بہت پریشانی بنی ہوئی ہے انہیں ذرا بھی ہوش نہیں ہے۔" گل نین کی آواز بھرا رہی تھی اور حیشم خان نے فون بند کر دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"خیریت؟ آپ آفس سے جلدی کیوں آ گئے؟" لائبہ اپنی نگرانی میں حمیدہ سے کپڑے دھلوا رہی تھی جب حیشم خان کی گاڑی رکنے کی آواز سن کر تیزی سے گھر کے مرکزی حصے میں آ گئی وہ راہداری کی سمت بڑھ رہا تھا۔

"میں ایبٹ آباد جا رہا ہوں۔" وہ تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بولا۔

"ایبٹ آباد؟ کیوں خیریت تو ہے؟" لائبہ متفکر ہوئی۔

"خان بابا بیمار ہیں، اسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔" وہ دروازہ کھول کر اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔

"اللہ خیر کرے، آپ کو کس نے بتایا ہے؟" وہ بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئی۔

"گل نین کا فون آیا تھا۔" وہ وارڈ روب کا پٹ کھول کر اپنا بیگ اور کپڑے نکالنے لگا۔

"اوہ۔۔۔! یہ تو واقعی بہت پریشانی کی بات ہے؟" لائبہ کو بھی سن کر پریشانی ہوئی تھی۔

"بس دعا کرو ان کے لیے۔۔۔" حیشم باتھ روم میں جا کر اپنے برش وغیرہ اٹھا لایا اور بیگ میں ٹھونس دیے۔

"تم یہ کپڑوں کی پیکنگ کر دو، میں تب تک منیجر سے پتا کر لوں کہ اس نے سیٹ کنفرم کروائی ہے یا نہیں؟" وہ جیب سے موبائل نکالتے ہوئے عجلت سے بولا اس نے کراچی سے بائی ایئر جانا تھا۔ لیکن اتنے میں منیجر کی کال آ گئی اس کی سیٹ کنفرم ہو چکی تھی۔

"تھینک یو یار۔۔۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"پیکنگ ہو گئی؟" وہ لائبہ کی سمت مڑا۔

"جی! ہو گئی ہے۔" لائبہ نے بیگ کی زپ بند کر دی۔

"اوکے! میرے شوز نکال دو۔" وہ وارڈ روب کے خفیہ خانے سے کیش نکالتے ہوئے بولا۔

"یہ کچھ کیش تم اپنے پاس رکھ لو۔" اس نے لائبہ کو کیش تھمایا۔

"لیکن حیشم میں اکیلی کیسے؟" لائبہ نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا۔ مگر حیشم اس کی ادھوری بات کا مفہوم بھی سمجھ چکا تھا۔

"ڈونٹ وری! تم اکیلی نہیں رہو گی، میں نے بختاور کو فون کر دیا ہے وہ شام تک تمہارے پاس آ جائے گی اور ان شاء اللہ میری واپسی تک وہ یہیں رہے گی۔" حیشم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی واپسی کب تک ہو گی؟"

"واپسی کا تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا، یہ تو خان بابا کی طبیعت دیکھ کر ہی بتایا جا سکتا ہے، بس تم اللہ سے ان کی

صحت کی دعا کرو۔" حیشم اسے کافی تسلی دے کر بہن سے مل کر رخصت ہوا تھا وہ اس وقت خان بابا کی وجہ سے واقعی بہت پریشان تھا ایئرپورٹ پہنچا تو فلائٹ کا ٹائم ہو چکا تھا۔۔۔ شکر تھا کہ اسے فلائٹ وقت پہ مل گئی تھی ورنہ کافی انتظار کرنا پڑتا۔۔۔!

☼ ☼ ☼

"خان بابا۔۔۔!" حیشم ان کے قریب جھکتے ہوئے آہستگی سے بولا۔ انہوں نے اس کی آواز پہ بمشکل آنکھیں کھول کے دیکھا تھا۔

"حیشم۔۔۔؟" ان کی بوڑھی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"جی! خان بابا میں حیشم ہی ہوں، کیسے ہیں آپ؟" وہ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے بولا ان کا ہاتھ بخار کی حدت سے تپ رہا تھا۔

"ہوں! اللہ کا کرم ہے، جو چاہے سو کرے۔" وہ پلکیں موندتے ہوئے نحیف سی آواز میں بولے تھے حیشم ان کی آواز بمشکل سن سکا تھا۔

"اللہ بہتر کرے گا خان بابا! آپ حوصلہ کریں، سب ٹھیک ہو جائے گا، میں ابھی ڈاکٹرز سے بات کرتا ہوں نہیں تو آپ کو لے چلتا ہوں۔" اس نے خان بابا کی ڈھارس بندھائی۔

"ارے نہیں پتر! ادھر آ میرے پاس بیٹھ، بڑے دنوں بعد تیری صورت دیکھی ہے۔" خان بابا نے حیشم کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"قادر خان! جاؤ تم ڈاکٹرز کو بلا کر لاؤ۔۔۔" حیشم نے اشارہ کیا۔

"میں بلا کر لاتی ہوں۔" گل نین تیزی سے باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ڈاکٹرز آ گئے تھے۔

"آپ انہیں پرائیویٹ روم میں شفٹ کریں۔" اس نے ڈاکٹرز کو اشارہ دیا اور اگلے دس منٹ کے اندر اندر انہیں پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا پیسے کے بل بوتے پر اسپتال کے سارے عملے میں جیسے تیزی اور پھرتی کی لہر دوڑ گئی تھی نرسیں اور ڈاکٹرز بھی "جی سر" کہنے پہ مجبور تھے۔

پرائیویٹ اسپتال تھا یہاں زیادہ پیسے والے کی قدر تھی، یہ ماجرا گل نین نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ دو روز سے جس اسٹاف کے پیچھے جوتیاں گھسا رہی تھی اس وقت وہی اسٹاف حیشم خان کی ایک آواز پہ بھاگا آ رہا تھا صرف اس لیے کہ انہوں نے اس سے بل زیادہ وصول کرنا تھا۔۔۔!

"بچے کیسے ہیں؟" خان بابا نے حیشم سے بچوں کی خیریت پوچھی۔

"سب ٹھیک ہیں، بس آپ بھی جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔" وہ ان کے پاس بیڈ پہ آ بیٹھا۔

"ہونہہ! بوڑھا بندہ ایک بار گر جائے تو پھر اٹھ نہیں سکتا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں خان بابا! آپ تو ہمارے سروں پہ سائبان کی مانند ہیں، ہمارا سب سے بڑا سہارا ہیں آپ" حیشم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"انسان کا سب سے بڑا سہارا اللہ کی ذات ہے پتر، یہاں کوئی کسی کا سہارا نہیں ہے۔" وہ آنکھیں بند کیے بول رہے تھے کیونکہ کھول کر دیکھتے تھے تو بخار کی تپش سے آنکھیں جلتی تھیں اور پانی بہنا شروع ہو جاتا تھا۔

"اللہ کی ذات سہارے کے لیے کسی کو وسیلہ بھی تو بناتی ہے؟" حیشم خان ان کا بازو دبا رہا تھا۔

"ہاں بالکل انسان ہی انسان کا وسیلہ بنتا ہے۔" انہوں نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"میں آپ کو اسلام آباد لے چلتا ہوں وہاں اچھے اسپتال۔۔۔"

"نہ پتر! میرے بے جان وجود کو تجھ خوار مت کرنا، اگر آ گئی ہے تو سکون سے آنے دو موت کو۔ بھاگنے دوڑنے سے کون سا رک جائے گی؟" وہ استہزائیہ ہنس رہے تھے لیکن گل نین کی سسکی نکل گئی، حیشم بھی پریشان ہو اٹھا۔

"ادھر آ گل نیناں ادھر میرے پاس بیٹھ۔" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے بیڈ پہ بیٹھنے کا کہا۔

"ارے پگلی رو کیوں رہی ہے؟ ادھر میرے پاس

بیٹھ۔" انہوں نے دوبارہ کہا تو گل نین کو اٹھ کر آنا ہی پڑا۔

"حشم خان تو جانتا ہے نا مجھے گل صنوبر سے کتنا پیار تھا؟" وہ اپنی بیوی کا نام لے رہے تھے۔

"جی۔۔۔!"

"اور میری گل نین' میری گل صنوبر کی نشانی ہے' یہ نشانی میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں' سنبھال کے اور دھیان سے رکھنا۔" انہوں نے گل نین کا ہاتھ پکڑ کر حشم خان کے ہاتھ پہ رکھ دیا وہ دونوں ان کی بات پہ لرز گئے تھے۔

"خان بابا! یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ ہم آپ کے ٹھیک ہونے کی دعائیں کر رہے ہیں اور آپ ہیں کہ۔۔۔"

"میں اب ٹھیک ہوں' بس تمہارا ہی انتظار تھا شاید' میرے بعد میری بیٹی کا کوئی ولی وارث نہیں ہے سوائے اس پاک ذات کے۔ میری بیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھنا' اچھا بر دیکھ کر رخصت کر دینا' میری گل نین بہت صابر و شاکر ہے' جس حال میں رکھو گے' خوش رہے گی۔" وہ بیٹی کی تعریف کر رہے تھے اور گل نین چھم چھم روئی تھی اس کے باپ کو آخری لمحات میں بھی اسی کی فکر تھی اور حشم خان گم صم بیٹھا تھا حالانکہ خان بابا اور بھی بہت سی باتیں کرتے رہے' لیکن ان کے الفاظ دل میں گڑھے رہ گئے تھے۔ رات بھر وہ ان کے پاس بیٹھا رہا وہ باتیں کرتے رہے' لیکن جیسے ہی فجر کا وقت ہوا' انہوں نے واپسی کا سفر باندھ لیا ایک طرف فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں اور ایک طرف وہ کلمہ شریف پڑھ رہے تھے۔۔۔!

☼ ☼ ☼

یہ گھر حشم خان کا تھا لیکن یہاں زیادہ وقت گل نین نے گزارا تھا وہ تو جیسے ہی جوان ہوا پڑھنے لکھنے اور کاروبار کے چکر میں پڑ کر کراچی چلا گیا تھا جبکہ گل نین جب سے پیدا ہوئی تھی اسی گھر میں رہ رہی تھی اور شاید اسی لیے اس گھر سے نکلتے ہوئے جتنی تکلیف گل نین کو ہوئی تھی اتنی حشم خان کو نہیں ہو رہی تھی۔

آج خان بابا کی وفات کے ایک ہفتے بعد وہ واپس کراچی جا رہا تھا اس لیے گل نین کو بھی اس کے ساتھ جانا پڑ رہا تھا کیونکہ گل نین کے لیے خان بابا نے حشم خان کو محافظ منتخب کیا تھا اور وہ ان کے فیصلے سے انحراف کیسے کر سکتے تھے؟

وہ حشم خان کے ساتھ ہی اس گھر سے نکل آئی تھی' اپنے بابا کا لاڈ پیار سب اسی گھر میں چھوڑ کے جا رہی تھی' اس گھر کا چوکیدار قادر خان بھی آنسوؤں سے رو رہا تھا ہنستے کھیلتے چند دنوں میں ہی یہ گھر کیسے اجاڑ اور ویران ہو گیا تھا ورنہ اس گھر سے ہر وقت دونوں باپ بیٹی کی ہنسنے اور کبھی لڑنے کی آوازیں آتی رہتی تھیں اور آج ہر طرف سکوت کا عالم تھا' در و دیوار چپ تھے بس خان بابا کی گل نین رو رہی تھی۔۔۔!

وہ اپنے بے آواز بہنے والے آنسوؤں کو دوپٹے میں جذب کرتی خاموشی سے آکر گاڑی میں بیٹھ گئی تھی قادر خان انہیں ایرپورٹ تک چھوڑنے آیا تھا۔ گل نین نے بمشکل اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا تھا' یہاں روتی تو بہت سے لوگ مشکوک ہو جاتے اور وہ اپنے ساتھ ساتھ حشم خان کو بھی تماشا نہیں بنا سکتی تھی اسی لیے دل کے درد کو دل میں ہی دبا دیا تھا۔۔۔!

☼ ☼ ☼

"ماموں آگئے۔۔۔ ماموں آگئے۔۔۔ امی! ماموں آگئے۔۔۔" بختاور کے بچے حشم خان کی گاڑی دیکھتے ہی خوشی سے چلانا شروع ہو گئے تھے۔

"بابا آگئے۔۔۔" ایرج بھاگتی ہوئی آکر حشم کی ٹانگوں سے لپٹ گئی تھی اس نے باپ کو گاڑی سے اترنے کا موقع بھی بمشکل دیا تھا۔

"جی میری جان' بابا آگئے۔۔۔" حشم نے جھک کر اسے بانہوں میں اٹھا لیا تھا اور بے ساختہ اسے پیار کیا تھا گل نین گاڑی سے اترتے ہوئے باپ بیٹی کے اس سین میں کھو گئی تھی۔

"حشم۔۔۔!" لائبہ کی بے تاب سی آواز سنائی دی۔

تھی بختاور اور لائبہ بھی باہر نکل آئی تھیں۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کراچی پہنچ گئے ہیں؟" لائبہ اپنی دھن اپنے دھیان میں بولتی ہوئی آگے آئی تھی لیکن گاڑی کی دوسری سائیڈ پہ نظر آتے نسوانی وجود کو دیکھ کر قدموں میں زنجیر پڑ گئی تھی۔

"یہ کون ہے؟" اس کے منہ سے بے ساختہ سوال نکلا۔

"یہ خان بابا کی بیٹی گل نین ہے۔" حیشم نے تعارف کروایا۔

"گل نین یہاں۔۔۔؟" بختاور بھی چونک کر سامنے آئی اور گل نین کو دیکھ کر اسے بھی دل کا غبار نکالنے کا بہانا مل گیا تھا وہ اپنے شوہر کی غیر موجودگی کی وجہ سے خان بابا کی تعزیت کے لیے ایبٹ آباد نہیں جا سکی تھی حالانکہ اس نے کوشش بہت کی تھی اور آج خان بابا کی گل نین خود اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی وہ دونوں گلے مل کے ایسا روئیں کہ سارے غم تڑپ اٹھے تھے لائبہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے۔

"آج ہمارے ایبٹ آباد سے سارے رشتے ختم ہو گئے‘ سارا گھر خالی ہو گیا" نالے لگا دیے خان بابا نے۔۔۔ بختاور تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔

"لائبہ پلیز! سمجھاؤ بختاور کو۔۔۔" حیشم نے لائبہ کو اشارہ کیا۔

"بختاور! بس کرو‘ وہ اتنے دنوں سے تھکی ہوئی آئی ہے‘ اسے دم تو لینے دو۔۔۔" لائبہ نے بمشکل بختاور کو پیچھے ہٹایا تھا۔

"اپنے ہاتھوں سے پالا تھا ہمیں خان بابا نے اور میں اتنی بدنصیب ہوں کہ آخری بار ان کی صورت بھی نہیں دیکھ سکی۔۔۔" بختاور کے آنسو زارو قطار بہہ رہے تھے۔

"بس تم ان کی مغفرت کے لیے دعا کرو‘ یہ رونا دھونا ان کے کسی کام کا نہیں ہے۔" اس نے بختاور کو سمجھایا اور گل نین کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"آؤ گل نین تم اندر آجاؤ‘ شاباش۔۔۔" لائبہ‘ گل نین کو بازو سے تھام کے اپنے ساتھ اندر لے آئی تھی۔

"یہاں بیٹھو۔۔۔" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"حمیدہ۔۔۔ حمیدہ۔۔۔!" اس نے ملازمہ کو آواز دی۔

"جی بیگم صاحب۔۔۔؟"

"جلدی سے جوس لے کر آؤ‘ فریج میں رکھا ہے۔"

"جی بہتر۔۔۔" حمیدہ سر ہلاتی ہوئی چلی گئی تھی اور تھوڑی دیر بعد ٹرے میں فریش جوس کے گلاس لے آگئی۔

ایبٹ آباد کے مقابلے میں کراچی کا موسم خاصا خشک تھا اتنی ٹھنڈ محسوس نہیں ہو رہی تھی لائبہ اور بختاور وغیرہ نے گرم کپڑوں کے بجائے ریشمی جارجٹ اور شیفون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور چائے کی جگہ جوس سرو کیا جا رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا خان بابا کو۔۔۔؟" یہ سوال بختاور پوچھنا چاہتی تھی لیکن گل نین کے خیال سے چپ ہو رہی تھی۔

"سفر میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی؟" لائبہ نے معقول سا سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔"

"بھوک ہے تو کھانا لگواؤں؟"

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"تھوڑی دیر آرام کر لو‘ میں تمہارے لیے کمرا صاف کروا دیتی ہوں۔" لائبہ کا دل اس کی طرف سے بے وجہ ہی نرم ہوا جا رہا تھا۔

"کمرا۔۔۔؟" گل نین نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"ارے تو اور کیا؟ تم اس گھر میں ملازمہ بن کے نہیں بلکہ مہمان بن کے آئی ہو اور مہمانوں کو کمرے میں ہی ٹھہراتے ہیں کوارٹر میں تو نہیں۔۔۔" لائبہ نے اس کا گال چھو کر جواز پیش کیا۔

"لیکن۔۔۔!" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"بھابھی ٹھیک کہہ رہی ہیں گل نین‘ تم یہاں ملازم نہیں‘ مہمان ہو۔۔۔" بختاور نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے لائبہ کی ہاں میں ہاں ملائی اور گل نین

[...] ہو گئی تھی اس کے پاس ان کی اپنائیت کا جواب نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

ایک مہینے پہلے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ آنے والے مہینے میں اس کی زندگی کس طرز پہ چل نکلے گی۔۔۔ وہ کہاں سے کہاں آجائے گی۔۔۔؟ من موجی اور لاپروا زندگی گزارتے گزارتے اسے پروا کی زندگی گزارنا پڑ جائے گی کہ کوئی اس پہ اعتراض نہ کرے کسی کو کچھ برا نہ لگے اور اسی کوشش میں وہ اپنے اندر کی گل نین کو ایک خول میں بند کر چکی تھی‘ اسے ویسا بننا تھا جیسا لوگ چاہتے تھے۔۔۔ لیکن ابھی یہ بھی شکر تھا کہ اس گھر کے دونوں مالکان‘ حیشم اور لائبہ بہت اچھے انسان تھے دونوں نے اسے اجنبیت کا احساس نہیں ہونے دیا تھا وہ چند ہی دنوں میں اس گھر میں رچ بس گئی تھی اور لائبہ اس چیز پہ بے پناہ خوش تھی۔

"رئیلی گل نین! میں واقعی بہت خوش ہوں۔" لائبہ نے کھل کر اظہار کیا تھا۔

"کیوں بیگم صاحبہ؟"

"میں مجھے یوں لگتا ہے مجھے اپنی دن بھر کی تنہائیوں کا ساتھی مل گیا ہے۔"

"میری اتنی اوقات کہاں بیگم صاحبہ؟"

"ارے چھوڑو اوقات ووقات کو گولی مارو‘ تم مجھے بیگم صاحبہ نہ کہا کرو‘ لائبہ کہہ لیا کرو۔" لائبہ آج کل بہت خوش رہنے لگی تھی۔

"نہیں بیگم صاحبہ میں ایسا کیسے کہہ سکتی ہوں؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی حالانکہ لائبہ نے ہزاروں جتن کر کے دیکھ لیے لیکن وہ نہیں مانی تھی۔۔۔ متفق ہوئی تو صرف "لائبہ بی بی" پہ۔۔۔!

"ٹھیک ہے جیسے بختاور بی بی کہتی ہوں اسی طرح آپ کو لائبہ بی بی کہہ لوں گی۔" وہ مان گئی تھی اور لائبہ خوش ہو گئی۔

"چلو اتنا بھی کافی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لائیے آج کھانا میں بناتی ہوں۔" گل نین نے لائبہ کے ہاتھ سے گوشت کا پیکٹ تھام لیا تھا۔

"لیکن میں تو بریانی بنانے لگی ہوں۔"

"آپ پریشان نہ ہوں بریانی میں بھی بنا لیتی ہوں۔" گل نین نے اسے تسلی دی اسے مہینہ بھر ہو گیا تھا یہاں آئے ہوئے لیکن لائبہ نے کبھی بھی خود سے اسے کام وغیرہ کرنے کو نہیں کہا تھا گل نین خود ہی چھوٹے موٹے کام نبٹا دیتی تھی لیکن اب وہ سنجیدگی سے سوچ رہی تھی کہ اور کچھ نہیں کر سکتی تو گھر کے کاموں کی ہی ذمہ داری اٹھا لیتی ہوں‘ لائبہ بچوں کو سنبھال لیا کرے گی اور آج باتوں باتوں میں اس نے یہ شروعات کر لی تھی۔

"بیگم صاحبہ! وہ بشر رو رہا ہے‘ شاید دودھ پینا ہے اس نے۔۔۔" حمیدہ نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم جاؤ میں اس کا فیڈر لے کر آ رہی ہوں۔" لائبہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور فریج سے دودھ نکال کر گرم کرنے لگی۔ حمیدہ وہیں سے پلٹ گئی تھی اور لائبہ اس کا فیڈر تیار کرنے لگی۔

"میں اسے دودھ پلا کر ابھی آتی ہوں۔" وہ گل نین سے کہتی ہوئی باہر نکل آئی اور گل نین کھانا بنانے میں لگ گئی۔ گوشت پانی میں بھگو کر رکھا اور چاول صاف کرنے بیٹھ گئی ابھی قیمہ مٹر اور رائتہ وغیرہ بھی بنانا تھا اس کے ہاتھوں میں تیزی آگئی تھی۔

☼ ☼ ☼

فجر کی پہلی اذان پہ ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی اور وہ مزید سونے کا خیال ذہن سے ترک کرتے ہوئے کمبل ہٹا کر اٹھ گئی تھی اس کا رخ واش روم کی طرف تھا منہ ہاتھ دھو کر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہو گئی تھی آدھے گھنٹے میں وہ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی کچن میں آکر آملیٹ کے لیے پیاز وغیرہ بنا رہی تھی کہ باہر لاؤنج میں فون کی بیل بجنے لگی

وہ پیاز اور چھری باسکٹ میں رکھ کر کپڑے سے ہاتھ پونچھتی ہوئی باہر آگئی اور کال اٹینڈ کرلی۔

"ہیلو۔۔۔؟" اس نے آہستگی سے کہا۔

"گڈ مارننگ گل نین کیسی ہو؟" دوسری طرف بختاور کی فریش سی آواز سنائی دی تھی۔

"ارے بختاور بی بی آپ۔۔۔؟" گل نین کو صبح صبح اس کے فون پہ حیرت ہوئی تھی۔

"کیوں؟ اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے؟"

"بس آپ کے اتنی صبح فون کرنے پہ حیرت ہو رہی ہے۔" گل نین نرمی سے بول رہی تھی۔

"مجھے پتا تھا تم نماز پڑھنے کے لیے اٹھتی ہو، میں بھی ابھی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی ہوں، رات کو تمہیں خواب میں دیکھا تھا اسی لیے اٹھتے ہی سب سے پہلا خیال تمہارا آیا ہے۔" بختاور صبح صبح فون کرنے کی وجہ بتا رہی تھی۔

"مجھے خواب میں دیکھا ہے؟ خیریت؟" گل نین نے ہنس کر پوچھا۔

"پتا نہیں یار بہت عجیب سا خواب تھا مجھے تو ابھی تک اس کی سمجھ نہیں آئی، ذہن بری طرح الجھ رہا تھا، اسی لیے میں نے سوچا تم سے بات کرکے دماغ کو تھوڑا فریش کرلوں اور تمہاری خیریت پوچھ لوں۔" بختاور کا لہجہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"آپ اتنی چھوٹی سی بات پہ پریشان نہ ہوں، خواب تو بس خواب ہی ہوتے ہیں بلکہ خواب سراسر وہم ہوتے ہیں۔" گل نین نے اسے تسلی دی۔

"اچھا ہے، خواب صرف خواب ہی ہوتے ہیں، ورنہ اگر خواب حقیقت بننے پہ آجائیں تو یقیناً" دنیا خواب کے نام سے ڈر کر سونا چھوڑ دے گی۔" بختاور نے یقیناً" کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا اسی لیے ابھی تک اتنا ہول رہی تھی۔

"ارے! آپ اتنی پریشان نہ ہوں کچھ نہیں ہوتا، سب ٹھیک ہے، خواب واقعی خواب ہی ہوتے ہیں۔" گل نین نے بختاور کو تسلی دی تھی اور بختاور تھوڑی دیر اس سے باتیں کرنے کے بعد واقعی کچھ ریلیکس ہو گئی تھی۔

"تھینک یو گل نین، تم سے بات کرکے میرے دماغ کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔"

"اس میں تھینکس کی کیا بات ہے؟ تھینکس تو مجھے کہنا چاہیے کہ آپ مجھے خواب میں برے حال میں دیکھ کر اتنا پریشان ہو رہی ہیں۔"

"اللہ نہ کرے کہ تم کبھی برے حال میں ہو، خواب کا کیا ہے؟ سوتے میں بندے کے خیالات نجانے کہاں سے کہاں بھٹک کر چلے جاتے ہیں۔" بختاور اب خود اپنے آپ کو تسلیاں دے رہی تھی۔

"خیر! اللہ سے بہتری کی دعا کرتی ہوں اللہ تمہیں خوش اور ہر آفت سے محفوظ رکھے۔" بختاور نے دعا کی۔

"آمین۔۔۔" گل نین نے دل سے آمین کہا۔

"اوکے میں فون بند کرتی ہوں، بچے اٹھ گئے ہیں، ابھی ناشتا بھی بنانا ہے۔" بختاور نے الوداعی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا۔

"جی میں بھی ناشتا بنانے کی تیاری ہی کر رہی تھی۔"

"اوکے تو پھر بعد میں بات ہوگی، اللہ حافظ۔۔۔"

"اوکے! اللہ حافظ۔۔۔" وہ بھی آہستگی سے بولی اور فون بند کر دیا تھا۔

"کس کا فون تھا گل نین؟" سیڑھیاں اترتی لائبہ اپنے بال سمیٹ کر کیچر میں جکڑتے ہوئے قریب آگئی۔

"بختاور بی بی کا۔"

"ہیں؟ بختاور کا فون اس وقت؟" لائبہ کو بھی حیرانی ہوئی۔

"جی! انہوں نے شاید کوئی برا خواب دیکھ لیا تھا، وہم ہو رہا تھا انہیں اسی لیے میری خیریت پوچھ رہی تھیں۔" گل نین اسے بتاتی ہوئی کچن میں آگئی تھی اور دوبارہ سے پیاز کاٹنا شروع کر دیے۔

"تم بشر کے لیے دودھ گرم کر دو، میں ارج کے لیے وٹابکس بنالوں، وہ دونوں ہی اٹھ گئے ہیں بڑی مشکل

سے حیشم کے پاس چھوڑ کر آئی ہوں۔" گل نین پیاز کٹ کر کے فارغ ہوئی تو لائبہ نے اسے فریج سے دودھ لینے کا کہا اور خود کیبنٹ سے وٹابکس کا ڈبا نکال کر ارج کے لیے ناشتا تیار کرنے لگی۔

"لیں فیڈر تیار ہو گیا ہے۔" اس نے بوتل میں بھر کے نپل چڑھا دی تھی۔

"بشر کو دے کر آؤ، اگر میں اسے فیڈر دینے گئی تو مجھے دیکھ کر پھیل جائے گا۔ اور ہاں ارج کو ساتھ لے آنا وہ یہیں ناشتا کرے گی۔" اس نے گل نین کو تاکید کی۔

"جی اچھا۔۔۔!" وہ کہہ کے فیڈر لے کر اوپر آگئی۔ حیشم خان بستر میں نیم دراز لیٹا تھا اور دونوں بچے اس کے پاس بیٹھے ہی کھیل رہے تھے، بشر تو اس کے سینے پہ چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"سلام صاحب۔۔۔!" گل نین نے سلام کر کے اسے متوجہ کیا وہ بغیر دستک کے اندر آگئی تھی اسے اپنی غلطی کا احساس بعد میں ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام! آؤ گل نین۔۔۔" حیشم جو بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں لیٹا تھا اس کی آواز پہ فوراً" سیدھا ہو گیا تھا۔

"یہ دودھ ہے، بشر صاحب کے لیے۔" اس نے فیڈر آگے بڑھا دیا۔

"لائبہ خود کہاں ہے؟"

"جی وہ ارج بی بی کے لیے ناشتا بنا رہی ہیں۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"ارج کو ناشتا تم کروا دو، اسے کہو وہ بشر کے پاس آئے میں نے شاور لینے کے لیے واش روم بھی جانا ہے، یہ بیڈ سے گر جائے گا۔" حیشم نے جھنجلا کر کہا۔

"آپ شاور لے لیں میں بشر صاحب کو نیچے لے جاتی ہوں۔" گل نین کا آئیڈیا اچھا تھا۔

"ہوں! ٹھیک ہے لے جاؤ۔" حیشم نے سر ہلایا اور بشر کو اٹھا کر گل نین کی طرف بڑھا دیا وہ کافی گول مٹول سا تھا گل نین نے مضبوطی سے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔

"آؤ ارج بی بی آپ بھی میرے ساتھ آجاؤ۔" اس نے ارج کو بھی ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور ان دونوں کو بمشکل اپنے ساتھ لے کر نیچے آئی تھی۔

"ارے تم ان دونوں کو لے آئیں یہ ناشتا بنانے دے گا ہمیں؟" لائبہ خفگی سے بولی۔

"کچھ نہیں ہوتا، میں ان کو سنبھال لیتی ہوں، آپ ناشتا سنبھال لیں۔" گل نین کرسی پہ بیٹھ کر بشر کو گود میں لیے فیڈر پلانے لگی۔

"میں بھی آپ کے ساتھ ناشتا کروں گی۔" ارج گل نین کے قریب آکھڑی ہوئی۔

"ارے واہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے، آپ ادھر کرسی پہ بیٹھو پھر میں ناشتا کرواتی ہوں۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ کرسی پہ چڑھ کے بیٹھ گئی تھی۔ بشر دودھ پی چکا تو اسے گل نین نے ڈائننگ ٹیبل پہ اپنے سامنے بٹھا لیا تھا اس کا موڈ اب فریش ہو چکا تھا اسی لیے اب وہ قلقاریاں مار رہا تھا اور ارج بھوک کی وجہ سے منہ بسور رہی تھی گل نین نے نیپکن کھول کر اس کے سامنے پھیلایا اور اسے ناشتا کروانے لگی۔

"گڈ مارننگ۔۔۔!" لائبہ ناشتا لگا رہی تھی جب حیشم بھی تیار ہو کر وہیں چلا آیا تھا۔

"مورننگ۔۔۔" لائبہ جواباً" مسکرائی تھی۔

"آج تو بڑا اتفاق نظر آرہا ہے؟" اس نے ناشتا کرتی ارج اور سکون سے بیٹھے بشر کو دیکھ کر کہا۔ ورنہ ارج کوئی کام کر رہی ہوتی تھی تو بشر رو رو کر پورا گھر سر پہ اٹھا لیتا تھا۔

"بس یہ گل نین کے ہاتھ کا کرشمہ ہے ورنہ ایسا اتفاق کہاں؟" لائبہ مسکرا رہی تھی۔

"بھئی حیرت کا مقام ہے۔" حیشم، بشر کی خاموشی دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

"شاید خوبصورت لڑکی دیکھ کر فدا ہو گیا ہے؟" لائبہ نے شرارت سے گل نین کی طرف دیکھ کر کہا وہ جھینپ گئی تھی جس پہ لائبہ اور حیشم بے ساختہ

قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔۔۔!

☼ ☼ ☼

"ماشاء اللہ گل نین کے آنے سے تو تمہیں کافی آسانی ہوگئی ہے؟" لائبہ کی امی لائبہ کو فریش فریش موڈ میں دیکھ کر خوشی کا اظہار کررہی تھیں۔

"جی امی گل نین بہت اچھی ہے، بہت نیک بہت شریف اور سادہ۔" اس نے ماں کے سامنے گل نین کی تعریف کی۔

"ہوں! تم بھی اس کا خیال رکھا کرو بن ماں باپ کی بچی ہے۔" اس کی امی نے اسے سمجھایا۔

"کیوں نہیں امی۔" میں سوچ رہی تھی میں گل نین کی شادی بہت اچھی جگہ کروں گی اور اتنی دھوم دھام سے کروں گی کہ خان بابا کے دل میں اپنی گل نین کے لیے جو بھی ارمان تھے وہ پورے ہوجائیں گے۔"

چائے کی ٹرے لے کر آتی گل نین کے قدم تھم گئے تھے۔ "خان بابا" کے نام پہ دل پہ ہاتھ پڑا تھا۔

"ارے تم رک کیوں گئیں اندر آؤ نا میں امی کے ساتھ تمہاری ہی باتیں کررہی تھی۔"

"آپ تو میرا خیال ہے کہ دیواروں کے ساتھ بھی میری ہی باتیں کرتی ہیں؟" گل نین سر جھٹک کر مسکراتی ہوئی اندر آگئی اور چائے کی ٹرے ان کے سامنے ٹیبل پہ رکھ دی۔

"تو کیوں نہ کروں؟ آخر تم میرا اتنا خیال رکھتی ہو، اتنی کیئر کرتی ہو، ہیلپ کرتی ہو، یہ دونوں بچے مجھ سے سنبھلتے ہی نہیں تھے اور اب تم انہیں کتنی آسانی سے ہینڈل کرتی ہو ورنہ وہ حمیدہ تو میری جان ہی کھا جاتی تھی، بیگم صاحبہ بشر رو رہا ہے، بیگم صاحبہ ارج تنگ کررہی ہے، وہ تو پورا دن میرے پیچھے پیچھے رہتی تھی اور اب تو اس کا بھی کوئی کام نہیں رہا۔" لائبہ ہنستے ہوئے حمیدہ کو کاپی کررہی تھی اور حمیدہ کے قدم آگے نہ بڑھ سکے وہ باہر کھڑی تھی، باہر ہی رک گئی تھی۔

"تو اب حمیدہ کو رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟ خوامخواہ تنخواہ دے رہی ہو، فارغ کردو اسے۔" یہ اس کی امی کا مشورہ تھا۔

"ہوں! میرا بھی یہی ارادہ ہے جب تک گل نین کی شادی نہیں ہوجاتی، اسے فارغ کردیتی ہوں بعد میں ضرورت پڑی تو دوبارہ رکھ لوں گی۔" لائبہ نے اثبات میں سر ہلایا اور حمیدہ تو تلملا کے رہ گئی تھی اسے جتنا غصہ گل نین پہ آرہا تھا اتنا ہی لائبہ پہ بھی آرہا تھا وہ وہیں سے واپس مڑ گئی تھی۔

"چلو اب چلتے ہیں، پھر بازار میں بھی دیر ہوجاتی ہے۔" لائبہ نے آج شاپنگ کے لیے مارکیٹ جانا تھا اسی لیے اپنی امی کو ساتھ لے جانے کے لیے بلایا تھا۔

"ٹھیک ہے میں آرہی ہوں، اپنا بیگ لے آؤں۔" لائبہ اوپر چلی گئی۔

"چلیے امی۔۔۔!" اس نے ماں کو اشارہ کیا۔

"ارے ہاں گل نین تم نے کچھ منگوانا ہے تو بتا دو۔" لائبہ جاتے جاتے پلٹی۔

"نہیں لائبہ بی بی مجھے کچھ بھی نہیں منگوانا۔"

"کیوں؟"

"بس میں نے ایک بار کتابیں منگوائی تھیں اس کے بعد کچھ بھی منگوانے کی اوقات نہیں رہی، کبھی دل نہیں چاہا۔" اس نے اپنی آہ کو بمشکل لبوں میں دبایا تھا دل سے ہوک نکلی تھی۔

"اچھا دے! میں خود ہی کچھ لے آؤں گی۔" لائبہ کہہ کر چلی گئی اور گل نین دکھے دل کے ساتھ کمرے میں آگئی دونوں بچے سو رہے تھے وہ آکر ان کے قریب ہی بیڈ پہ ٹک کر بیٹھ گئی۔

"دیکھ گل نینا! اداس نہ ہوا کر، پورا ایبٹ آباد اداس ہوجاتا ہے۔" گل نین کو اداس دیکھ کر وہ خفگی سے کہتے تھے۔

"پتا نہیں بابا کبھی کبھی بے وجہ ہی دل پہ اداسی کی چادر پڑجاتی ہے ہنستا کھیلتا دل اس چادر میں چھپ جاتا ہے۔" وہ ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے افسردگی سے بولی۔

"ارے نہ پتر! ایسی بڑی بڑی باتیں نہ کیا کر، مجھے سمجھ نہیں آتیں۔" انہوں نے اس کا سر تھپکا۔

"بابا میں سوچتی ہوں خدا کے بعد ہم دونوں کا ایک دوسرے کے سوا اور کوئی نہیں ہے، اگر میں نہ ہوتی تو آپ کا کون ہوتا؟ اور اگر آپ نہ ہوئے تو میرا کون ہوگا؟" گل نین کبھی کبھی گہرائی سے سوچتی تو واقعی اداسی کی لپیٹ میں آجاتی تھی۔

"پتر! یہ تو تم نے سنا ہی ہوگا کہ جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا خدا ہوتا ہے وہ کوئی نہ کوئی وسیلہ بنا ہی دیتا ہے۔" انہوں نے بیٹی کو سمجھایا تھا۔

اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ ان کی بات کو سمجھ گئی تھی کہ واقعی پیدا کرنے والا وسیلہ بھی پیدا کردیتا ہے۔

"مما۔۔۔!" ارج نے نیند میں ہی ماں کو پکارا تھا اور کسمسا کر کروٹ بدلی تھی گل نین چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی اور پھر آہستگی سے اسے تھپکنے لگی۔

"لائبہ۔۔۔!" باہر سے حشم خان کی آواز سنائی دی تھی گل نین تیزی سے اٹھ کر باہر نکل آئی تھی۔

"جی صاحب۔۔۔؟"

"لائبہ کہاں ہے؟"

"جی وہ تو مارکیٹ گئی ہیں۔"

"مارکیٹ؟ کس کے ساتھ؟ حشم کو تعجب ہوا تھا۔"

"انہوں نے اپنی امی کو بلایا تھا ان کے ساتھ گئی ہیں۔" گل نین آہستہ آواز میں جواب دے رہی تھی کہ کہیں بچے نہ جاگ جائیں۔

"اور بچے؟"

"جی وہ دونوں سو رہے ہیں، تھوڑی دیر پہلے دونوں کو سلایا تھا اسی لیے لائبہ بی بی نے سوچا کہ وہ مارکیٹ سے ہو آئیں۔" اس نے توجیہہ بتائی۔

"ہوں! ٹھیک ہے تم ان کا خیال رکھو اور بیچ راہداری کا دروازہ بند کرلو، تم کمرے میں ہو اس لیے تمہیں کیا پتا کہ باہر کون آرہا ہے اور کون جارہا ہے، ماسٹر بیڈ روم کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں۔" حشم خان نے واپس پلٹتے ہوئے اسے ہدایت دی۔

"آپ کہیں جارہے ہیں؟"

"ہوں! میں دوبارہ آفس جارہا ہوں، یہ فائل لینے آیا تھا۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل دکھی اور ساتھ ہی راہداری کی طرف بڑھ گیا تھا گل نین نے اس کے پیچھے جاکر راہداری کا دروازہ اندر سے لاک کردیا تھا اور دوبارہ کمرے میں آگئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"گل نین۔۔۔ گل نین۔۔۔!" لائبہ نے واپس آتے ہی اسے آواز دی تھی۔

"آپ آگئیں۔۔۔؟" گل نین بشر کو بانہوں میں اٹھائے کمرے سے نکل آئی تھی۔

"تھینک یو یار آج تمہاری وجہ سے اتنے عرصے بعد میں نے اطمینان سے شاپنگ کی ہے، ورنہ ہمیشہ مجھے بچوں کی وجہ سے ٹینشن ہوتی رہتی ہے اور کبھی ٹھیک سے شاپنگ بھی نہیں ہوئی۔" لائبہ اپنے سارے شاپنگ بیگز صوفے پہ ڈھیر کرتے ہوئے خود بھی وہیں ڈھیر ہوگئی تھی۔

"ارج کہاں ہے؟" اس نے ارج کا خیال آتے ہی فوراً پوچھا تھا۔

"یہ ساتھ والوں کے گھر آسٹریلین طوطے ہیں وہ حمیدہ کے ساتھ وہی دیکھنے گئی ہے۔"

"کچھ کھایا اس نے؟"

"جی کھچڑی بنا کر کھلائی تھی۔ کافی شوق سے کھائی ہے اور بشر کو سیریلک بنا کر دیا تھا۔" گل نین بچوں کو "ارج بی بی" اور "بشر صاحب" کہہ کے بلاتی تھی لیکن لائبہ نے اسے اس تکلف سے منع کردیا تھا اب وہ بھی ان کی صرف نام ہی بلالیتی تھی۔

"اچھا! ادھر آؤ میں تمہیں اپنی شاپنگ دکھاتی ہوں۔" لائبہ نے اسے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ تمہارے لیے چپل اور سوٹ لائی ہوں، اگر تمہیں پسند آجائیں تو ٹھیک اگر نہ آئیں تو میں چینج کروا کے لے آؤں گی، رسید ساتھ لے کر آئی ہوں۔"

لائبہ اس کی شخصیت کے لحاظ سے اس کے لیے پنک کاٹن کا سوٹ لے کر آئی تھی پرنٹ بہت اچھا تھا گل

نین کو پسند آیا تھا لیکن وہ لائبہ کے اس قدر خلوص پہ شرمندہ ہو رہی تھی۔

"میرے پاس پہلے ہی اتنے سوٹ تھے' آپ کیوں لے کر آگئی ہیں؟ میں نے کہا بھی تھا کہ مجھے کچھ نہیں منگوانا۔" وہ خفا ہو رہی تھی۔

"کہاں ہیں اتنے سوٹ؟ دو تین ماہ سے وہی پہنے جا رہی ہو' اب تو موسم بھی بدل رہا ہے' گرم کپڑے نہیں پہنے جاتے اب۔" لائبہ نے خفگی سے کہا۔

"لیکن لائبہ بی بی اتنا خرچہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" گل نین بھی خفگی سے بولی۔

"چلو آئندہ نہیں کروں گی اوکے؟" وہ مسکرا کر بولی تو گل نین کو بھی مسکرانا پڑا۔

"یہ چپل پہن کر دیکھو سائز فٹ ہے نا تمہیں۔" اس نے چپل نکال کر سامنے رکھی اور گل نین نے پہن کر دیکھی اس کے سائز فٹ آیا تھا۔

"تھینک یو۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"مما۔۔۔؟" اریج ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اسے دیکھ کر چہک اٹھی تھی۔

"میری جان۔" لائبہ نے اسے بانہوں میں بھینچ کر پیار کیا تھا۔

"کہاں چلی گئی تھیں؟"

"بیٹا میں بازار گئی تھی آپ کے لیے شاپنگ کرنے' یہ دیکھو آپ کے لیے چیزیں لائی ہوں۔" لائبہ اس کی چیزیں نکال کر دکھانے لگی اتنے میں حمیدہ بھی اندر آگئی اس نے گل نین کے پیروں میں پہنی نئی چپل فوراً دیکھی تھی اور آنکھوں میں غصہ بھر گیا تھا۔ اتنے میں اذان کی آواز سنائی دینے لگی اور گل نین نماز کے لیے الرٹ ہو گئی تھی۔

"لائبہ بی بی آپ ذرا بشر کو اپنے پاس بٹھالیں میں اتنے میں نماز پڑھ لوں۔" اس نے بشر کو لائبہ کے پاس بٹھا دیا۔

"لائیے میں اٹھا لیتی ہوں۔" حمیدہ نے فوراً آگے بڑھ کے بشر کو اٹھا لیا تھا۔ گل نین وہاں سے باہر نکل گئی تھی۔

"آؤ بیٹھو حمیدہ' تم دن میں کیوں نہیں آئیں؟" لائبہ ساری چیزیں اٹھا کر بیگز میں ڈال رہی تھی۔

"آئی تھی بیگم صاحبہ آپ گھر پہ نہیں تھیں لیکن حیشم صاحب گھر پہ تھے۔" حمیدہ کا لہجہ عجیب سا ہو رہا تھا لائبہ چونک گئی۔

"حیشم صاحب۔۔۔؟"

"جی دن میں' میں نے تو ان کو گھر پہ ہی دیکھا تھا۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

"لیکن وہ تو آفس گئے ہوئے تھے۔۔۔؟"

"تو کیا آفس سے وہ واپس نہیں آسکتے۔۔۔؟" حمیدہ طنزیہ مسکرا کر بولی۔

"ہو سکتا ہے وہ کسی کام سے آئے ہوں؟" لائبہ نے سر جھٹکا۔

"ظاہر ہے' کام سے ہی آئے ہوں گے۔" اس نے کندھے اچکائے انداز مشکوک سا تھا۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟" اس نے اپنا ہاتھ روک کر حمیدہ کو دیکھا۔

"میں تو کچھ نہیں کہنا چاہتی بس آس پاس کے لوگ ہی کہہ رہے ہیں کہ لائبہ بی بی آگ سے کھیل رہی ہیں۔"

"آگ سے؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟ صاف صاف بات کرو' یہ ڈھکی چھپی باتیں مجھے سمجھ نہیں آتیں۔" لائبہ کے ماتھے پہ بل پڑ گئے تھے۔

"بیگم صاحبہ آپ واقعی بہت بھولی ہیں' پانی کے نیچے آگ جلا کے کہتی ہیں کہ پانی نہیں ابلے گا۔۔۔ ہونہہ! آپ کی غیر موجودگی میں صاحب کا گھر آنا کیا کہتا ہے؟ کچھ سمجھ نہیں آئی آپ کو۔۔۔؟"

"حمیدہ۔۔۔!" لائبہ زور سے دھاڑ اٹھی تھی۔

"اپنی بے ہودہ زبان کو لگام دو' مجھے اپنے حیشم پہ پورا پورا اعتماد ہے' ان کی ایسی گندی نیت ہو ہی نہیں سکتی۔" اس نے یقین سے کہا تھا۔

"ان کی نیت گندی نہیں ہے لیکن اگر کوئی نیت کو گندا کرنا چاہے تو نیت گندی ہو بھی جاتی ہے' دیر ہی کتنی لگتی ہے بھلا؟ بس کسی کے ہاتھ پکڑنے کی دیر ہوتی ہے اور پھر سب کچھ گندا ہو جاتا ہے نیت' ایمان بھی۔" حمیدہ نے گل نین کی ذات پہ تہمت کا کیچڑ اچھالتے ہوئے ذرا ترس نہیں کھایا تھا اس کے سینے میں حسد کی آگ جل رہی تھی اس نے لائبہ کے سینے میں شک کی آگ لگا کر اپنی آگ ٹھنڈی کر لی تھی لائبہ نے اس وقت تو کچھ نہ کہا لیکن وہ اپنے ذہن کو کچھ کہنے سے روک نہیں پا رہی تھی۔ دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے بلکہ آندھی اٹھ رہی تھی اور اس آندھی سے اٹھنے والی ریت اور دھول مٹی اب سب کی آنکھوں میں چبھنے والی تھی اس آندھی نے سب کو اپنی لپیٹ میں لینا تھا بربادی سب کی منتظر تھی۔۔۔!

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے لائبہ؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" حیشم نے بے دھیانی میں بیٹھی ٹی وی چینل سرچ کرتی لائبہ کو مخاطب کیا' وہ جب سے بیڈ روم میں آئی تھی خاموش بیٹھی تھی۔

"لائبہ۔۔۔!" حیشم نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول لے کر پرے پھینک دیا۔

"ہوں۔۔۔؟"

"کیا بات ہے؟ کیا سوچ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر اتنی چپ چپ کیوں ہو؟"

"بس ایسے ہی۔۔۔"

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"ہوں! ٹھیک ہے۔۔۔" اس نے آہستگی سے سر ہلایا۔

"تو پھر باتیں کرو نا۔۔۔" اس نے لائبہ کے رخسار کو چھو کر نرمی سے کہا۔

"آپ کا آج کا دن کیسا گزرا؟" لائبہ اپنے ذہن سے اس بات کو ہٹانے کی پوری پوری کوشش کر رہی تھی لیکن ہٹا نہیں پا رہی تھی۔

"میرا آج کا دن بھی ویسا ہی گزرا جیسا روز گزرتا ہے بورنگ۔۔۔" حیشم کی آواز میں بیزاری تھی۔

"کیوں بورنگ کیوں؟"

"یار وہی روز مرہ کے کام' وہی آفس' وہی لین دین' وہی بوریت۔۔۔" اس نے منہ بنایا۔

"آپ دن میں گھر آئے تھے؟" اس نے کہتے ہوئے حیشم خان کے چہرے کو بغور دیکھا تاکہ اس کے تاثرات نوٹ کر سکے۔

"ہاں! آیا تھا' جب تم مارکیٹ گئی ہوئی تھیں' صبح فائل ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھ کے بھول گیا تھا اور اسی کے لیے دوبارہ آنا پڑا' خوامخواہ اتنا ٹائم ویسٹ ہوا آنے جانے میں۔۔۔" اس نے لاپروائی سے اور نارمل سے انداز میں کندھے اچکا کر کہا تھا اس کے چہرے پہ کوئی ایسا خاص تاثر نہیں تھا جس کو وہ گرفت میں لے سکتی یا جس کے بل بوتے پہ حیشم کو چور ٹھہراتی۔

"گل نین کہاں تھی۔۔۔؟" دوسرا سوال بھی کچھ تسلی چاہ رہا تھا۔

"وہ شاید بچوں کے ساتھ سو رہی تھی' اسے تو میرے آنے کا پتا بھی نہیں چلا تھا' میں واپس جا رہا تھا تب وہ اٹھ کر باہر آئی' اسی نے بتایا کہ تم مارکیٹ گئی ہوئی ہو۔۔۔" حیشم کا یہ جواب بھی پہلے جواب جیسا تھا سیدھا' کھرا اور لاپروا۔۔۔!

"حیشم! ایک بات کہوں آپ سے۔۔۔؟"

"ارے سو بار کہو' میری جان اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟" اس نے لائبہ کو بانہوں میں بھر کے اپنے قریب ترین کر لیا تھا۔

"آپ گل نین کی شادی کر دیں' جلد سے جلد۔۔۔" اس نے کہہ ہی دیا تھا۔

"ہوں یار! کر دیں گے' کیا جلدی ہے؟" حیشم لائبہ کے بازوؤں کو سہلاتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولا اس کا موڈ بہکا بہکا سا ہو رہا تھا اور اسی موڈ کی وجہ سے اس نے لائبہ کی بات پہ کچھ خاص دھیان بھی نہیں دیا تھا ورنہ چونکتا ضرور۔۔۔!

"حیشم پلیز آپ شاید میری بات نہیں سن رہے؟" اس نے حیشم کے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"یار جو بھی بات ہے پھر کبھی پہ اٹھا رکھو۔" وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

"نہیں اٹھا سکتی پھر کبھی پہ' ابھی بات کریں۔" وہ جھنجلا گئی تھی اور حیشم نے ٹھٹک کر اسے دیکھا تھا اور اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا لیے تھے۔

"کیا بات کہہ رہی تھیں تم۔۔۔؟"

"میں نے کہا' گل نین کی شادی کر دیں' جلد سے جلد۔" وہ دہرا کر اور چبا کر بولی تھی۔

"کیوں؟ کیا جلدی ہے؟" حیشم کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

"دیر کرنے کا بھی تو کوئی جواز نہیں ہے نا؟"

"شادی کرنے کے لیے ایک عدد لڑکے کی ضرورت پڑے گی غالباً۔" اس نے لائبہ کو گھور کے دیکھا۔

"لڑکا تلاش کریں گے تو ملے گا نا؟"

"تو کیا اب میں گھر گھر جا کر لڑکا تلاش کروں؟"

"لیکن حیشم کسی سے رشتے کے لیے کہہ تو سکتے ہیں نا؟"

"یار کس سے کہوں؟" وہ جھنجلا ہی تو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں کہہ دیتی ہوں۔"

"او کے تم کہہ دو' مگر کس سے کہو گی؟" حیشم کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

"امی سے' وہ آس پاس کی عورتوں سے کوئی اچھا رشتہ پوچھ لیں گی۔"

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی' لیکن اتنا دھیان میں رکھنا لڑکا اچھا' سلجھا ہوا اور سمجھ دار ہونا چاہیے اور ہاں کمائی کے لحاظ سے بھی اچھا ہو' ورنہ اپنے خان بابا کی گل نین مجھ پہ بھاری نہیں ہے۔!" اس نے لائبہ کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا لیکن لائبہ سمجھ کی حدود سے نکل چکی تھی۔!

☼ ☼ ☼

آج اتوار تھا' حیشم اسی لیے صبح لیٹ اٹھا تھا اور اس کے لیے ناشتا بھی لیٹ ہی بنانا پڑا' گل نین ڈرائنگ روم وغیرہ کی ڈسٹنگ کر کے فرش دھونے لگی راہداری' مرکزی مین ڈور کے سامنے والا حصہ اور سیڑھیاں یہ سب دھونے والی تھیں اور گل نین وال سے پائپ لگائے سارا فرش دھونے میں مصروف تھی کہ حیشم نیچے آیا تو لائبہ خود ہی قریب آگئی تھی۔

"ناشتا بناؤں آپ کے لیے؟"

"ہوں! بنا دو۔" وہ سرسری سا کہہ کر راہداری کی سمت بڑھا۔

"کہاں جا رہے ہیں؟" وہ بے ساختہ پکاری۔

"اخبار لینے۔"

"میں لا دیتی ہوں۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے میں خود لے آتا ہوں۔"

"لیکن وہ۔"

"تم ناشتا بنا دو یار۔" حیشم نے خفگی سے کہا۔

"تو پھر جلدی آجائیے۔" لائبہ بمشکل ضبط کر کے کچن کی طرف آئی لیکن قرار کہاں تھا بھلا۔؟ گل نین گیٹ کی روش کی سمت اترنے والی سیڑھیاں چمکا رہی تھی جب حیشم باہر نکلا اس نے حیشم کے گزرنے کا خیال کر کے پانی کے پائپ سے نکلتی پانی کی دھار کا رخ دوسری سمت کر دیا تاکہ اس کے جوتے یا کپڑے خراب نہ ہوں۔ لیکن سیڑھیاں اترتے حیشم کا دھیان نجانے کہاں تھا کہ سب سے نچلی سیڑھی پہ بل کھاتے پائپ کو نہ دیکھ سکا اور پاؤں الجھ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بری طرح لڑکھڑا گیا اس کے قدم غیر متوازن ہو گئے تھے۔

"صاحب جی۔" گل نین نے اک جھٹکے سے پائپ چھوڑ کر حیشم کے بازو اور سینے پہ ہاتھ رکھ کے اسے منہ کے بل گرنے سے بچا لیا تھا اور حیشم کا ہاتھ بھی بے ساختہ گل نین کے کندھے پہ جا پڑا تھا جیسے گرنے سے بچاؤ کے لیے سہارا لینا چاہتا ہو اور آس پاس وہی سہارا نظر آیا تھا شکر تھا کہ وہ گرنے سے بچ گیا تھا لیکن لائبہ کی نظر میں تو وہ گر ہی گیا تھا' دوبارہ اٹھ نہ سکا۔ وہ مین ڈور کے شیشے سے باہر ہی دیکھ رہی تھی۔

"سنبھل کے صاحب جی۔" گل نین نے پریشانی

سے کہا اس کا دل ابھی تک حیشم کے گرنے کے خیال سے بری طرح دھڑک رہا تھا اگر وہ واقعی گر جاتا تو یقیناً اسے سخت چوٹ لگتی۔

"آئی ایم سوری! میرا دھیان کہیں اور تھا شاید۔" اس نے فوراً گل نین کے کندھے سے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔

"کوئی بات نہیں صاحب' شکر ہے کہ آپ گرنے سے بچ گئے۔" اس نے شکر ادا کیا۔

"ہوں! تمہاری وجہ سے بچ گیا۔" اس نے پائنچوں سے پانی جھاڑا۔

"تھینک یو۔" وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور گل نین اپنے کام سے لگ گئی تھی۔ لیکن اندر لائبہ کا برا حال ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"حیشم!"

"ہوں؟"

"گل نین بہت خوبصورت ہے نا؟"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"مطلب کہ اسے دیکھ کر کوئی بھی مرد فدا ہو سکتا ہے؟ کسی کی بھی نیت بدل سکتی ہے۔؟" لائبہ کی بات پہ حیشم نے ٹھٹک کر کتاب بند کر دی تھی۔

"یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔؟"

"میں سوچ رہی ہوں کہ آپ بھی اسے کبھی غور سے دیکھتے ہی ہوں گے؟"

"لائبہ۔!" حیشم کی آواز بہت بلند تھی۔

"جب میں نے آپ کے بارے میں ایسا سوچا تھا تب مجھے بھی اسی طرح تکلیف ہوئی تھی' لیکن جب اپنی سوچ پہ آپ کو عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے تو تب اس سے بھی زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔"

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟" حیشم ضبط نہیں کر سکا تھا۔

"وہ لڑکی جو کچھ کر رہی ہے' وہ اچھا کر رہی ہے؟" اس نے حقارت سے کہا۔

"کیا کر رہی ہے وہ؟"

"ڈورے ڈال رہی ہے آپ پہ۔" وہ چبا کر بولی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔"

"دماغ ٹھکانے پہ آگیا ہے میرا۔" وہ دوبدو جواب دے رہی تھی۔

"لائبہ تم۔۔۔ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟" حیشم اس کی بات اس کے شک پہ پاگل ہوا اٹھا تھا۔

"جیسے آپ نے سوچ لیا' مجھے کیا پتا تھا کہ گل نین کو ایبٹ آباد سے اپنے گھر لانے کے پیچھے اصل مقصد کیا تھا؟ کیا ارادے تھے آپ کے؟ اگر پہلے پتا ہوتا تو کبھی اسے اپنے گھر میں قدم بھی نہ رکھنے دیتی' پہلے روز ہی نکال دیتی' دھتکار دیتی اسے' اس ناگن نے آستین کا سانپ بن کے ڈسا ہے مجھے' اس نے میرا گھر خراب ہونے کی بھی پروا نہیں کی' انتہائی ذلیل اور گری ہوئی لڑکی ہے۔ بہت جلد اسے نکال باہر کروں گی' یہ مت سوچیے گا کہ عمر بھر اسے سینے سے لگا کر رکھوں گی' ہونہہ! آپ سمجھتے ہوں گے کہ ہمیشہ میری آنکھوں پہ نادانی کی پٹی بندھی رہے گی' لیکن افسوس کہ آپ کا راز' راز نہیں رہ سکا۔" لائبہ نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی اور حیشم ششدر سا بیٹھا اس کی صورت دیکھ رہا تھا وہ اپنے منہ سے زہر اگل رہی تھی ایسا زہر جو شاید اچانک سمایا تھا اس کے اندر۔ اور وہی زہر حیشم کی رگ و پے میں اتر کر اسے نیلا پیلا کر رہا تھا وہ چاہتے ہوئے بھی بول نہیں پا رہا تھا اس کی زبان گنگ ہو چکی تھی وہ لائبہ کو بے یقین نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے امی کو کہہ دیا ہے کہ آپ کو جیسا بھی رشتہ ملتا ہے' ٹھیک ہے' ہمیں منظور ہے' میں جلد از جلد اسے اس گھر سے نکال دینا چاہتی ہوں۔" لائبہ نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی لیکن حیشم لائبہ کی باتوں کے پریشر میں آکر کسی کی زندگی برباد نہیں کر سکتا تھا خان بابا نے اپنی بیٹی کی ذمہ داری اسے سونپی تھی اور اس نے یہ ذمہ داری اچھے طریقے سے نبھانی تھی چاہے کچھ بھی ہو جاتا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا' اس کی شادی وہیں ہو گی جہاں میں چاہوں گا۔"

"اچھا۔۔۔؟ کہاں جاہیں گے آپ؟"
"لائبہ تم حد سے بڑھ رہی ہو۔۔۔" اس نے لائبہ کو وارن کیا تھا۔
"مجھے اپنی حد کا اچھی طرح پتا ہے' کیا آپ دونوں کو بھی اپنی حد کا پتا ہے؟"
"دیکھو لائبہ یہ بے بنیاد الزام مت لگاؤ' اس لڑکی کا دامن صاف ہے' پاکیزہ ہے' اسے غلیظ مت کرو' پچھتاؤ گی تم۔۔۔" وہ بھی بے انتہا غصے میں تھا۔
"میں نہیں پچھتاؤں گی' آپ پچھتائیں گے' آپ نے دھوکا دیا ہے مجھے' مجبوری کے نام پہ اس لڑکی کو لا کر گھر میں رکھ لیا' تاکہ آسانی سے وقت رنگین۔۔۔"
"چٹاخ۔۔۔!" حیشم خان کا بھاری ہاتھ اٹھا اور اس کے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا تھا۔
"اپنی زبان کو لگام دو' ورنہ یہی زبان تمہیں نگل جائے گی۔" وہ اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا اور لائبہ جوں کی توں بیڈ پہ بیٹھی رہ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے بے سمت گاڑی دوڑاتا پھر رہا تھا لیکن ذہن کسی نتیجے پہ نہیں پہنچ رہا تھا الجھن ہی الجھن دکھائی دے رہی تھی غصہ' کشمکش' ناسمجھی اور پریشانی نے دماغ کو ایک ساتھ جکڑ رکھا تھا کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ جو فساد لائبہ نے کھڑا کیا ہے اس کا حل کیا ہونا چاہیے؟ ابھی نجانے اور کتنی دیر یونہی بے سمت بھاگتا رہتا کہ اچانک اس کے موبائل پہ رنگ بجنے لگی اس نے سیل نکال کے دیکھا تو بختاور کا نمبر نظر آیا تھا اس نے بے ساختہ بریک پہ پاؤں رکھ دیا تھا۔
"ہیلو۔۔۔؟"
"السلام علیکم بھائی۔۔۔"
"وعلیکم السلام۔۔۔"
"کیسے ہیں آپ؟"
"ٹھیک ہوں۔۔۔" حیشم نے دوسرا ہاتھ بالوں میں پھنساتے ہوئے سر سیٹ کی بیک سے ٹکا دیا تھا انداز بے حد تھکا تھکا سا تھا۔
"کہاں ہیں؟"
"زمین کے اوپر ہی ہوں۔۔۔" اس کا لہجہ تلخ تھا۔
"کیا مطلب؟"
"مطلب کہ نہ ہی زمین پھٹی ہے اور نہ ہی میں اس میں سمایا ہوں۔۔۔"
"پلیز بھائی! کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟" بختاور کے دل پہ ہاتھ پڑا تھا۔
"اپنی بھابھی کی باتیں نہیں سنی تم نے؟" حیشم کو یقین تھا کہ لائبہ نے بختاور کو فون کر کے سب کچھ بتا دیا ہوگا' وہ عورت' بہت جلد باز' بے صبری اور جذباتی قسم کی تھی۔۔۔ کسی چیز پہ صبر نہیں کرتی تھی۔
"میں نے۔۔۔ میں نے اسی لیے فون کیا ہے آپ کو کہ یہ سب کیا ہے؟ وہ کیا کہہ رہی ہیں؟" بختاور کی آواز اور انداز الجھے ہوئے تھے۔
"بختاور! تم مجھ سے نہ پوچھو کہ وہ کیا کہہ رہی ہے' تم مجھے یہ بتاؤ کہ جو اس نے کہا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" حیشم کے لہجے میں تلخی تھی۔
"میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی بھائی کہ جو وہ کہہ رہی ہیں وہ سچ ہے' مجھے آپ کے کردار پہ یقین ہے' مجھے گل نین کی پاکیزگی پہ یقین ہے مجھے آپ دونوں کے کریکٹر اور نیت پہ کوئی شک نہیں ہے لیکن وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟ کیا ہوا ہے انہیں؟ وہ پہلے تو بالکل ٹھیک تھیں' گل نین کے ساتھ بہت خوش بھی تھیں' پھر اچانک یہ سب کیسے ہوا؟ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" بختاور خود بھی پریشان تھی اور الجھ رہی تھی۔
"میں بھی یہی سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں کہ آخر اس کے دماغ میں یہ خناس کس نے بھرا ہے؟ جہاں تک ممانی جان اور باقی گھر والوں کی بات ہے تو وہ بھی بھی گل نین کی آمد پہ بہت خوش تھے پھر یہ سب اچانک کیا ہوا ہے؟"
حیشم کی کیفیت بھی کچھ کم نہیں تھی۔
"میں کل آؤں گی' سمجھاؤں گی انہیں۔۔۔"
"وہ نہیں سمجھے گی۔۔۔" حیشم کو اس کی نیچر کا پتا تھا

کسی پہ فدا ہوتی تو پل میں فدا ہو جاتی تھی اور کسی کے لیے دل میں میل رکھ لیتی تو کبھی دل صاف کرنے کی زحمت بھی نہیں کرتی تھی۔۔۔
"آپ کیسے بھائی! یہ معاملہ واقعی بہت حساس ہے' اور ان کے دل میں کوئی شک بیٹھ گیا ہے تو آپ کو چاہیے کہ آپ پیار اور نرمی سے اس شک کو ان کے دل سے نکالنے کی کوشش کریں' آپ اگر غصہ کریں گے تو ان کا شک مزید جڑ پکڑے گا۔" بختاور نے حیشم کو سمجھانے کی کوشش کی۔
"بختاور مجھے پتا ہے میں کچھ بھی کر کے دیکھ لوں وہ باز نہیں آئے گی۔"
"پلیز! آپ پہلے سے مایوس کیوں ہو رہے ہیں ایک بار ٹرائی کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے؟ آپ انہیں نرمی سے سمجھائیے اور کوشش کیجیے کہ یہ بات آپ کے بیڈ روم سے باہر نہ نکلے' گل نین سنے گی تو اس پہ کیا گزرے گی؟ اس کا ہمارے سوا اور ہے ہی کون؟" بختاور اسے ہر طرح سے سمجھا رہی تھی۔
"او کے میں کوشش کروں گا۔۔۔"
"آپ ٹھنڈے دماغ سے کام لیں' ورنہ گھر خراب ہو جائے گا۔" بختاور بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔ وہ بختاور کے سمجھانے سے سمجھ گیا تھا لیکن اصل مسئلہ تو یہ تھا کہ کیا لائبہ بھی سمجھ جائے گی۔۔۔؟

☼ ☼ ☼

اتنے سالوں میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ حیشم اس کی طرف کروٹ لے کر سونے کے بجائے دوسری طرف کروٹ لیے سویا تھا اور یہ اس کی شدید ناراضی اور غصے کا اظہار تھا ورنہ ہزاروں بار ان کے درمیان ہلکی پھلکی ناراضی خفگی' غصہ سب ہوا تھا مگر سونے سے پہلے وہ ہمیشہ اسے منا لیتا تھا جبکہ آج تو وہ خود ناراض تھا' منانے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور اسی بے چینی نے لائبہ کو رات بھر سونے نہیں دیا تھا ساری رات وہ اضطراری انداز میں کروٹیں بدلتی رہی تھی اور صبح جلدی بستر چھوڑ دیا تھا نیچے آئی تو گل نین کچن میں مصروف نظر آئی تھی۔
"صبح بخیر لائبہ بی بی۔۔۔" گل نین نے نرمی سے مسکرا کر اسے صبح کا سلام پیش کیا تھا لائبہ جواباً کچھ بھی نہ کہہ سکی نجانے کیا بات تھی کہ اس کی جنگ ابھی حیشم تک ہی چھڑی ہوئی تھی' اس جنگ نے ابھی گل نین کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیا تھا اس کی سماعتیں ابھی اس عذاب سے بچی ہوئی تھیں اسی لیے گل نین پہلے کی طرح نارمل اور لاپروا ہی تھی' لائبہ کے ذہن میں کیا چل رہا تھا وہ صرف لائبہ ہی جانتی تھی گل نین قطعی لاعلم تھی۔
"کیا بات ہے لائبہ بی بی آپ چپ کیوں ہیں؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟" گل نین دودھ ابال کے ٹھنڈا کر رہی تھی' بشر نیند سے اٹھتے ہی دودھ پینے کا عادی تھا۔
"لائبہ بی بی خیریت ہے نا؟" وہ اس کی اتنی گہری چپ سے پریشان ہو اٹھی۔
"ہوں! خیریت ہے۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی۔
"کیا بات ہے صاحب سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہے؟" گل نین نے سادگی سے مسکرا کر پوچھا۔
"ہوں؟ نہیں۔۔۔" لائبہ نے چونک کر دیکھا پھر نفی میں سر ہلا دیا۔
"لگتا ہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' آپ اپنے بیڈ روم میں چلی جائیں میں آپ کا ناشتا وہیں پہنچا دوں گی۔" وہ لائبہ کے لیے متفکر ہو رہی تھی۔
"نہیں بس ٹھیک ہے' میں یہیں ٹھیک ہوں۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔
"آپ چند دن سے پہلے جیسی فریش نہیں لگ رہیں' کچھ اپ سیٹ لگتی ہیں؟" گل نین کام کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے استفسار بھی کر رہی تھی۔
"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔" لائبہ کہہ کر کھڑی ہو گئی۔
"آپ کہاں جا رہی ہیں؟"
"اوپر کمرے میں' حیشم اٹھ گئے ہوں گے۔" وہ کہہ کے اوپر اپنے کمرے میں آ گئی۔ حیشم واقعی

اٹھ چکا تھا اور شاور لے کر تیار بھی ہو رہا تھا وہ بیڈ کے کنارے پہ بیٹھا شوز پہن رہا تھا کہ لائبہ بھی آکر بیڈ پہ بیٹھ گئی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" آواز دھیمی اور شرمندگی لیے ہوئے تھی حیشم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"حیشم پلیز! ایم سوری ایم رئیلی سوری۔" لائبہ نے بے ساختہ حیشم کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"کیا تمہارے سوری کر لینے سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟ تم نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے۔" حیشم کا لہجہ عجیب سی تلخی لیے ہوئے تھا۔

"ایم سوری حیشم آئندہ ایسا نہیں ہوگا بس میں ڈر گئی تھی۔"

"ڈر گئی تھی۔۔۔؟ کس چیز سے؟" وہ تیوری پہ بل ڈالے سخت انداز سے پوچھ رہا تھا لیکن وہ چپ تھی۔

"بولو نا کس چیز سے ڈر گئی تھیں؟" وہ اپنا رخ مکمل اس کی طرف پھیر چکا تھا۔

"گل نین سے۔" اس کا جواب مختصر تھا۔

"گل نین سے؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"وہ بہت خوبصورت ہے حیشم۔" لائبہ نے شاید اس کی خوبصورتی پہ اب غور کیا تھا' پہلے کرتی تو کیا حشر کرتی۔۔۔؟

"وہ خوبصورت ہے اور میں بدنیت' یہی مطلب ہے نا تمہارا؟" حیشم چبا کر بولا تھا۔

"میں نے یہ کب کہا؟"

"تم نے جو کہنا تھا' تم نے کہہ دیا لائبہ اور تمہارے کہے کا افسوس مجھے عمر بھر رہے گا' تم نے اتنے سال میرے ساتھ ایک گھر میں ایک چھت تلے رہتے ہوئے بھی مجھے نہیں سمجھا۔۔۔؟" حیشم کے لب و لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔

"میں آپ کو سمجھتی ہوں لیکن اس کا کیا کروں جو گھر میں چلتی پھرتی قیامت ہے؟ مرد کی زبان پہ بھروسہ کیا جا سکتا ہے لیکن مرد کی نیت پہ کبھی بھروسہ نہیں ہو سکتا' مرد کی نیت بدلتے دیر نہیں لگتی۔" لائبہ الجھن کا شکار تھی۔

"گویا تمہارے خیال میں' میں بدنیت ہوں؟" حیشم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"خوبصورتی کسی کو بھی بدنیت کر سکتی ہے۔"

"خوبصورتی مائی فٹ! وہ حور ہے' پری ہے یا چلتی پھرتی قیامت' میرے لیے وہ صرف ہمارے خان بابا کی گل نین ہے اور بس۔" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا اور پھر کمرے سے نکل گیا لائبہ اس سے سوری کرنے آئی تھی لیکن اسے اور مشتعل کر بیٹھی تھی۔۔۔!



بختاور نے آکر ان دونوں میاں بیوی میں نجانے کس طرح صلح کروائی تھی کہ اگلے تین چار روز میں وہ قدرے نارمل بلکہ پہلے کی طرح ہو گئے تھے حیشم بھی اس مسئلے کو بڑھا کر کوئی بڑا ایشو کھڑا نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے درگزر کر دینا ہی بہتر سمجھا تھا اور اسی درگزر کے درمیان طے پایا کہ گل نین کی شادی کر دی جائے' حیشم کو کوئی اعتراض نہیں تھا بس سمجھ دار اور کماؤ لڑکے کی ڈیمانڈ تھی وہ گل نین کو جہیز دینے کو بھی تیار تھا اور گل نین اس کا عزم اور ارادہ سن کر مشکور ہو گئی تھی وہ فی الحال شادی تو نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ ان لوگوں پہ بوجھ بن کے بھی نہیں رہنا چاہتی تھی اس لیے اس نے ان لوگوں کو روکا بھی نہیں تھا لائبہ لڑکا تلاش کرنا شروع کر چکی تھی اور گل نین انتظار میں تھی کہ کب اسے رخصتی کے آرڈرز ملتے ہیں۔۔۔! لیکن رخصتی کے آرڈرز تو ابھی نہ ملے البتہ ملاقات کے مل گئے تھے لڑکا گل نین کا ہم عمر تھا' ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرتا تھا حیشم لڑکے سے ملا تو اسے لڑکا اچھا لگا تھا پسند آیا تھا لڑکے کو گل نین پسند آئی تھی لیکن اس کی بھی ایک ڈیمانڈ تھی جسے سن کر گل نین' مجبوراً حیشم خان کے پاس جا پہنچی۔۔۔!

"گل نین تم۔۔۔! آؤ اندر آجاؤ۔" حیشم اسے دیکھ کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"آپ سے ایک بات کرنا تھی۔" اس کا لہجہ اور انداز بے حد دھیمے تھے ماتھے تک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا اور [illegible] بھی کچھ ایسے تھی کہ ایک بھی بال نظر نہیں [illegible]

"[illegible] کہو۔" اس نے کتاب بند کر دی۔

"دانش مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔" وہ ہمیشہ جھجک کر بات کرتی تھی لیکن اس وقت اس کے انداز میں کوئی جھجک نہیں تھی۔

"تو اس میں کوئی بری بات ہے کیا۔۔۔؟" جواب لائبہ کی طرف سے آیا تھا۔

"جی! یہ بری بات' میں شادی سے پہلے ملنا نہیں چاہتی انہوں نے مجھ سے شادی کرنی ہے تو ملے بغیر بھی کر سکتے ہیں۔" گل نین کو ملنے پہ اعتراض تھا۔

"اس میں اتنا ایشو بنانے والی تو کوئی بات نہیں ہے' تمہیں دیکھ چکا ہے' تم اسے دیکھ چکی ہو' اب ملنے نہ ملنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟" لائبہ کی کوشش تھی کہ وہ دانش سے ملے۔

"فرق پڑتا ہے بی بی جی' اس نے مجھے دیکھا ہے تو آپ کی موجودگی میں دیکھا ہے' محفل میں دیکھا ہے اور بھرے محفل میں دیکھ لیا ہے اسے تنہائی میں دیکھنے کی خواہش کیوں ہو رہی ہے اسے؟ وہ گھر سے باہر تنہائی میں کیوں ملنا چاہتا ہے؟ اگر مجھ سے کوئی بات ہی کرنی ہے تو یہاں گھر پہ آکے کر لے۔" گل نین کی آواز سنجیدہ تھی' الفاظ تیکھے تھے حیشم چونک کر دیکھ رہا تھا وہ گل نین کی پرابلم سمجھ گیا تھا وہ تنہائی میں نہیں ملنا چاہتی تھی وہ عزت پہ آنچ آنے سے ڈرتی تھی اور حیشم اس کی پسند ناپسند کے بغیر زبردستی کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے' تم نہیں ملنا چاہتیں تو نہ ملو' کوئی زبردستی نہیں ہے۔" اس نے گل نین کو اختیار سونپ دیا۔

"حیشم یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ دانش کو برا لگے گا۔"

"گل نین کو بھی برا لگ رہا ہے۔" حیشم نے اپنی بات پہ زور دیا۔

"وہ اس کا منگیتر اس کا ہونے والا شوہر ہے۔"

"جب ہوگا تب جہاں جی چاہے لے جائے' لیکن پہلے نہیں۔" اس کے انداز میں سختی تھی۔

"جاؤ تم بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔" حیشم نے گل نین کو جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"شکریہ صاحب جی۔" وہ احسان مندانہ لہجے میں کہتی ہوئی پلٹ گئی تھی۔

"حیشم یہ آپ نے۔۔۔"

"تم خود ہی تو کہتی ہو کہ مرد کی نیت پہ بھروسہ نہیں کرنا چاہیے' نیت بدلتے دیر ہی کتنی لگتی ہے؟ وہ بھی تو مرد ہے' گل نین سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہے' وہ بھی تو بدل سکتا ہے؟" حیشم کی بات پہ لائبہ کچھ نہ کہہ سکی لیکن اسے دانش کو منع کرنا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

اور پھر ایسا ہی ہوا تھا جیسا لائبہ سوچ رہی تھی دانش گل نین سے ملنے کی ضد لے کر اڑ گیا تھا وہ اس سے ملے بغیر منگنی پہ آمادہ نہیں تھا اور گل نین ملنے پہ آمادہ نہیں تھی۔

"حیشم آپ اسے سمجھاتے کیوں نہیں؟ آخر ملنے میں کیا حرج ہے؟" لائبہ تلملاتی ہوئی حیشم کے سر پہ پہنچ گئی تھی۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں خود گل نین سے جا کر کہوں کہ وہ دانش سے جا کر مل لے' اس کے ساتھ چلی جائے؟" حیشم کو غصہ آگیا تھا اور بشر کو اٹھا کر ان کی طرف آتی گل نین کے قدم سیڑھیوں پہ ہی تھم گئے تھے۔

"تو میں کہہ دیتی ہوں اس سے' وہ دانش سے مل لے' ورنہ یہ رشتہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

"تو نکل جائے' اب میں کیا کہوں؟" وہ لائبہ پہ جھنجلا رہا تھا۔ گل نین کو ان کی پریشانی اور جھنجلاہٹ دیکھ کر ندامت ہوئی تھی کہ وہ اس کی وجہ سے اتنی ٹینشن لے رہے ہیں۔

"لائبہ بی بی! میں دانش سے ملنے کے لیے تیار ہوں۔" گل نین قریب آکر دھیمے سے بولی تھی۔

"لیکن گل نین!" حیشم چونک گیا تھا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا صاحب، صرف ملنا ہی تو ہے؟" اس نے حیشم کو تسلی دینے کے لیے لاپروائی ظاہر کی تھی۔

"مگر تم تو ملنے کے حق میں نہیں تھیں؟"

"صاحب! چھوڑیے اس بات کو، آپ ان سے کہہ دیں میں ملنے کے لیے تیار ہوں۔" وہ بشر کو لائبہ کی گود میں بٹھا کر واپس پلٹ گئی تھی اور لائبہ خوش ہو گئی جبکہ حیشم خاموش بیٹھا تھا اسے پتا تھا گل نین نے ان کی وجہ سے ملنے کے لیے ہامی بھری ہے ورنہ وہ خود اس چیز پہ خوش نہیں ہے۔

"میں ابھی دانش کو فون کرتی ہوں۔" لائبہ بشر کو اٹھا کر اندر چلی گئی اور حیشم خفگی سے گاڑی لے کر گھر سے نکل گیا تھا!

☼ ☼ ☼

"تھوڑی لپ اسٹک بھی لگا لو، اچھی لگے گی۔" دانش اسے لینے کے لیے آرہا تھا اور لائبہ نے گل نین کو تیار ہونے کا کہا تھا وہ منہ ہاتھ دھو کر دوسرے کپڑے پہن کر تیار ہو گئی تھی، اپنے لمبے بالوں کی چوٹی بنا کر سائیڈوں میں ہیئر پن لگا رہی تھی جب لائبہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی اور اس کی تیاری پہ اک تنقیدی نگاہ ڈالی تھی باقی تیاری تقریباً مناسب ہی تھی بس لپ اسٹک اور کاجل وغیرہ کی کمی تھی اسی لیے اس نے لپ اسٹک کا مشورہ دیا تھا۔

"میں نے کبھی لپ اسٹک لگائی ہی نہیں، اس لیے مجھے اچھی نہیں لگے گی، میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" اس نے کرسی پہ رکھا اپنا بڑا سا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھ لیا تھا اتنے میں باہر گاڑی کا ہارن بجنے لگا۔

"دانش آگیا ہے، جلدی سے آجاؤ۔" لائبہ کہہ کر باہر نکل گئی اور گل نین بھی اس کے پیچھے ہی باہر آگئی تھی دانش گیٹ پہ اس کا انتظار کر رہا تھا وہ دھیمے قدموں سے متوازن چال چلتی گیٹ کھول کر باہر نکل آئی تھی لائبہ لان کی سیڑھیوں پہ کھڑی اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر نکلی حمیدہ اندر داخل ہوئی تھی اس نے گل نین کو سرتاپا تنقیدی نظروں سے دیکھا تھا اور کوئی نئی آگ لگانے کے لیے اندر آگئی تھی۔

"کیسی ہیں بیگم صاحب۔" وہ لائبہ کے پاس آگئی۔

"ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ، تمہاری بیٹی کیسی ہے؟ کب کر رہی ہو شادی؟" لائبہ لان چیئرز پہ آکر بیٹھ گئی۔

"آپ جیسے نیک دل بندے ساتھ دیں تو بڑی جلدی شادی کر دوں گی اس کی۔"

"ارے ہاں کیوں نہیں، ہم ضرور ہیلپ کریں گے، میں نے حیشم سے بھی کہا تھا کہ حمیدہ کی بیٹی کی شادی ہے تو وہ کچھ خیال رکھیں۔"

"اچھا! پھر کیا کہا صاحب نے؟"

"کہنا کیا ہے؟ کریں گے مدد۔" لائبہ کا انداز لاپروا تھا۔

"بڑی مہربانی بیگم صاحب! اللہ آپ کو خوش رکھے اور ایسی ناگنوں سے بچائے۔" اس نے گیٹ کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے، تم پریشان نہ ہو۔" لائبہ نے بات ٹال دی۔

"ارے بیگم صاحب کیوں پریشانی والی بات نہیں ہے؟ آپ نے اتنی بڑی جیتی جاگتی پریشانی گھر میں پال رکھی ہے اور آپ کہتی ہیں کہ پریشانی والی بات نہیں ہے عجیب بات ہے۔"

"میں اس پریشانی کو فارغ کرنے والی ہوں۔" لائبہ کا لہجہ گہرا تھا۔

"کیسے؟"

"اس کی شادی کر کے۔"

"ہیں شادی؟ صاحب مان گئے؟" اس نے آنکھیں پھیلائیں۔

"اس میں صاحب کے ماننے کا سوال کہاں سے آگیا؟"

"لے دس بیگم صاحب، کیسی بچوں سی باتیں کرتی ہیں؟" حمیدہ استہزائیہ ہنسی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب ہے کہ عاشق بھی کبھی مانا ہے کہ اس کے معشوق کی شادی کسی اور سے کردی جائے؟ حیشم کیسے مان گئے؟" حمیدہ نے اک اور تیر اس کی جانب پھینک دیا تھا لائبہ کے دل و دماغ میں پھر سے خدشے سر ابھارنے لگے تھے۔

"عاشق مانتے تو نہیں ہیں، میں نے تو آج تک یہی سنا ہے۔" حمیدہ اور بھی کچھ بول رہی تھی لیکن لائبہ کو بار بار حیشم کا اعتراض کرنا اور منع کرنا یاد آرہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"میں نے آپ کو پہلی نظر میں دیکھا اور پسند کر لیا، پسند کرنے والی تو کوئی چیز ہی نہیں تھی آپ میں، میں اتنا خوش تھا کہ آپ کی تعریفیں اپنے دوستوں کے سامنے بھی شروع کر دیں وہ اتنی تعریفوں پہ یقین نہیں کر رہے تھے اسی لیے ان کو یقین دلانے کے لیے آج آپ کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔" دانش نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی پارک کرتے ہوئے کہا تو گل نین ٹھٹک گئی تھی۔

"آپ مجھے اپنے دوستوں سے ملانے کے لیے لائے ہیں؟" گل نین کا لہجہ تیز تھا۔

"آف کورس ڈارلنگ، وہ تمہیں دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہے ہیں اور دیکھنا تمہیں دیکھ کر ان کے منہ میں پانی آجائے گا۔" دانش چٹخارہ لیتے ہوئے آنکھ مار کر بولا تھا گل نین کے چہرے کی رنگت لال ہو گئی تھی۔

"میں اندر نہیں جاؤں گی۔"

"واٹ؟ تم یہاں تک آکر بھی اندر نہیں جاؤ گی؟" دانش بھڑک گیا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ مجھے دعوت نظارہ بنا کر لائے ہیں، آپ نے میرے نظارے کی اپنے دوستوں کو دعوت دے رکھی ہے، اگر مجھے پتا ہوتا تو کبھی آپ کے ساتھ نہ آتی۔" گل نین ہنوز گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھی اور وہ گاڑی کا ڈور کھولے کھڑا تھا۔

"خیر اب آگئی ہیں تو اندر بھی آجائیے، وہ سب انتظار کر رہے ہوں گے۔" دانش نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں نے کہا نا آپ سے، میں اندر نہیں جاؤں گی، آپ نے جو بھی بات کرنی ہے گاڑی میں ہی کر لیں، ورنہ مجھے واپس چھوڑ آئیں۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی اپنی عزت اور وقار کے معاملے میں وہ کوئی چھوٹ نہیں دے سکتی تھی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم؟ میری انسلٹ کروانا چاہتی ہو؟" دانش کے تیور بدل گئے تھے۔

"تو آپ میری انسلٹ کروانا چاہتے ہیں؟"

"میں تمہیں اپنے دوستوں سے ملوانا چاہتا ہوں۔"

"میرا آپ کے دوستوں سے کیا واسطہ کہ میں ان سے ملوں؟"

"میرا واسطہ تو ہے نا؟ میرے حوالے سے ہی ملو گی نا؟"

"ایم سوری! میں اندر نہیں جا سکتی۔"

"ہونہہ! ایسی کی تیسی تم کیسے اندر نہیں جاتیں۔" دانش نے جھکتے ہوئے جھٹکے سے اس کی کلائی دبوچ لی تھی اور اسے گاڑی سے باہر کھینچا تھا گل نین اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی وہ گاڑی سے باہر کی سمت گرتے گرتے بمشکل بچی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" گل نین نے بھی اسی جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑا لی تھی۔

"جو تمیز سے نہ سمجھے اسے بدتمیزی سے سمجھانا پڑتا ہے۔" وہ غرا کے بولا۔

"شٹ اپ! راستہ چھوڑیں میرا میں گھر جا رہی ہوں۔"

"اتنی آسانی سے کیسے جا رہی ہو تم؟ تمہیں میرے ساتھ اندر چلنا ہے، میں اپنے دوستوں کے سامنے اپنی انسلٹ نہیں کروا سکتا، وہ سمجھیں گے میں واقعی ان کے سامنے جھوٹ بولتا رہا ہوں شیخیاں بگھارتا رہا

ہوں۔" اس نے گل نین کا راستہ روک لیا تھا۔

"دیکھیے تماشا مت بنائیے راستہ چھوڑیے میرا۔" گل نین کا انداز بھی بے لچک تھا دونوں ہی اپنی اپنی ضد پہ اڑے ہوئے تھے آس پاس سے گزرتے کئی لوگوں نے اسے دیکھا تھا کئی لوگوں نے مشکوک اور ذومعنی نظروں سے دیکھا تھا گل نین چہرہ جھکائے لوگوں کی نظروں سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آ گئی کہ دانش اسے زبردستی اندر لے جانے کے لیے کھینچنے لگا تھا جبکہ وہ اپنی کلائی چھڑا رہی تھی ایسے ہی اچانک ریسٹورنٹ کے ساتھ بنے پیٹرول پمپ سے پیٹرول ڈلوا کر گاڑی روڈ پر ڈالتے حیشم خان کی نظر ریسٹورنٹ کی پارکنگ کی سمت اٹھی تھی دوپٹہ اچھی طرح اوڑھا ہوا ہوتا تو وہ یقیناً" نہ پہچان سکتا کہ وہ لڑکی گل نین ہے لیکن اس کا دوپٹہ ڈھلکا ہوا تھا اور چہرہ واضح نظر آ رہا تھا اسے گھسیٹنے والا دانش تھا۔ حیشم کا دماغ گھومنے میں ایک پل لگا تھا!

☼ ☼ ☼

"گل نین۔۔؟" لائبہ حیشم کے ساتھ گاڑی سے اترتی گل نین کو دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔

"یہ آپ کے ساتھ کیسے؟ یہ تو دانش کے ساتھ گئی تھی؟" لائبہ نے ذرا صبر نہ کیا فوراً" پوچھ بیٹھی اور اس کا پوچھنا حیشم کو اور بھی بھڑکا گیا تھا۔

"ہاں! اسی خبیث کے ساتھ گئی تھی، تمہاری اور میری وجہ سے۔"

"کیوں کیا ہوا ہے؟" لائبہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"اسی کمینے سے پوچھو جا کر کہ کیا ہوا ہے؟" وہ دھاڑ اٹھا۔ لیکن لائبہ کے پوچھنے کی نوبت نہ آئی دانش کے گھر سے خود ہی فون آ گیا تھا جو کچھ انہوں نے سنایا وہ لائبہ کے بولنے کے لیے کافی تھا۔

"اوہ تو یہ کیا ہے آپ نے؟ اب آپ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ وہ کسی اور کے ساتھ جائے۔۔؟ مجھے کیا پتا تھا کہ عاشق واقعی اتنی آسانی سے نہیں مانتے کہ ان کی معشوق کسی اور کی ہو جائے۔۔؟"

"لائبہ۔۔!" حیشم کا ہاتھ پوری قوت سے اٹھا تو لیکن یہ اس کا ضبط تھا کہ اس نے اپنا ہاتھ فضا میں ہی روک لیا تھا اس نے بڑے غضب سے اپنے ہاتھ کی مٹھی بھینچی تھی۔

"اتنا چلا کیوں رہے ہیں؟ سچ سننے کی ہمت نہیں ہے کیا؟ آپ بار بار اس کی شادی میں روڑے کیوں اٹکا رہے ہیں؟ آپ بار بار اعتراض کیوں کر رہے ہیں؟ آپ کو دانش اتنا برا کیوں لگ رہا ہے؟ آپ ان لوگوں کے جانے سے پہلے ہی گھر سے کیوں چلے گئے تھے۔۔؟ جواب دیں مجھے کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟ اس لڑکی کی خاطر آپ دیوانے ہوئے پھر رہے ہیں، عشق لڑا رہے ہیں اس سے، میرے حق پہ ڈاکا ڈالا ہے اس نے ناگن ہے یہ ناگن۔۔" لائبہ کی برداشت جواب دے گئی تھی وحشت بنی گل نین پہ جھپٹ پڑی اور گل نین کی حالت تو کچھ ایسی ہو رہی تھی کہ وہ اپنا بچاؤ بھی نہ کروا سکی۔۔ اس کے لگاتار تھپڑ کھاتی رہی، یہ حیشم ہی تھا جس نے لائبہ کو جھٹکے سے کھینچ کر صوفے کی سمت دھکیل دیا تھا۔

"بند کرو اپنی بکواس، پاگل ہو گئی ہو تم پاگل۔۔" حیشم بری طرح دھاڑ رہا تھا۔

"میں پاگل نہیں ہوئی آپ جھوٹے اور دھوکے باز ہو گئے ہیں، آپ اس کمینی کے عاشق ہو گئے ہیں بدبختی آئی ہے آپ کے اندر۔۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

"دیکھو لائبہ اپنی زبان بند رکھو، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

"کیوں بند رکھوں اپنی زبان۔۔؟ اپنی عشق و عاشقی پہ پردہ ڈالنا چاہتے ہیں؟ اپنا عیب چھپانا چاہتے ہیں؟ لیکن یہ بھول ہے آپ کی، اب۔۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔۔ اب اس گھر میں یا تو یہ منحوس رہے گی، یا پھر میں۔۔" وہ بھی جواباً" غرائی۔

"میں تمہیں بار بار کہہ رہا ہوں لائبہ، تم پچھتاؤ گی، تم اپنے فیصلے اور اپنی جلد بازی پہ پچھتاؤ گی۔۔" حیشم

بیان کر رہا تھا لیکن لائبہ ایک ڈھیٹ اور جذباتی عورت تھی وہ کچھ بھی سمجھ نہیں رہی تھی اس نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس فیصلے کی خبر بختاور کو ہوئی تو وہ ذرا دیر کی بھی تاخیر کیے بنا ان کے گھر [illegible]

[illegible] بھابی یہ کیسا بچپنا ہے؟ کیوں اپنا گھر خراب کر رہی ہیں؟"

"اپنا گھر میں خراب نہیں کر رہی، میرا گھر تمہارے خان بابا کی چہیتی گل نین نے خراب کیا ہے۔" لائبہ نے مٹی کا ڈھیر بنی گل نین کو نفرت اور حقارت سے دیکھا تھا۔ گل نین پہ تو آج انکشاف ہوا تھا کہ لائبہ اس کے بارے میں کیسے خیالات رکھتی ہے۔ اور ان خیالات کو جان کر اس کا ڈوب مرنے کو دل چاہ رہا تھا۔

"گل نین ایسی نہیں ہے بھابی، آپ خوامخواہ بدظن ہو رہی ہیں۔۔" بختاور کا لب و لہجہ مضبوط تھا۔

"جس عورت کا شوہر اس سے چھن رہا ہو وہ بدظن نہیں ہو گی تو اور کیا ہو گی؟" لائبہ طنزیہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"دیکھیے بھابی گل نین نے ہمارے ساتھ بچپن گزارا ہے وہ ہمیں اچھی طرح سمجھتی ہے اور ہم اسے، اس کا کردار اتنا ہلکا نہیں ہے، حیشم بھائی نے پہلی بار نہیں دیکھا کہ اس پہ فدا ہو گئے ہیں وہ بچپن سے اسے دیکھتے آ رہے ہیں، ان کے دل میں ایسی کوئی بات ہوتی تو پہلے ہی سامنے آ جاتی، آج جبکہ وہ شادی شدہ ہیں، دو بچوں کے باپ ہیں، خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں تو انہیں کیا ضرورت ہے گل نین کے بارے میں ایسا ویسا سوچنے کی۔۔؟" بختاور اسے دلیلیں دے رہی تھی۔

"بختاور! تم بچی نہیں ہو، اچھی طرح جانتی ہو کہ مرد کی نیت پانی کے بلبلے کی طرح ہوتی ہے، کسی وقت بھی پلٹ سکتا ہے۔۔"

"لیکن بھائی کی نیت ایسی نہیں ہو سکتی۔۔"

"ٹھیک ہے، تم بھی ٹھیک ہو، تمہاری گل نین بھی ٹھیک ہے، تمہارا بھائی بھی ٹھیک ہے، صرف میں ہی غلط ہوں، اسی لیے میں یہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔"

لائبہ بشر کو اٹھا کر ارج کو ساتھ لیے کھڑی ہو گئی تھی۔

"نہیں! آپ کہیں نہیں جائیں گی آپ یہیں رہیں گی۔۔" بختاور نے اٹھ کر لائبہ کو باہر نکلنے سے روک دیا تھا۔۔!

☼ ☼ ☼

کبھی کبھی انسان کو اپنا آپ کھوٹے سکے کی طرح محسوس ہوتا ہے، جو زندگی کی بھری پری دکان سے کچھ بھی نہیں خرید پاتا، نہ خوشیاں، نہ کامیابی، نہ راحت، نہ محبت، بس "کھوٹا سکہ" ہونے کا داغ لے کر واپس مڑ آتا ہے۔۔ اور گل نین بھی ایسا ہی ایک کھوٹا سکہ تھی جو حیشم خان اور لائبہ کے گھر میں چل نہیں سکی تھی اور "کھوٹا سکہ" کہہ کر موڑ دی گئی تھی اب اس کھوٹے سکے کو بختاور آزمانے کے لیے اپنے گھر لے آئی تھی گو کہ حیشم بختاور کے اس فیصلے پہ راضی نہیں تھا وہ گل نین کو کہیں بھی بھیجنے پہ تیار نہیں تھا لیکن بختاور آڑے آ گئی۔۔ اس کا کہنا تھا کہ جب آپ کے گھر کے حالات ٹھیک ہو گئے تو آپ اسے واپس لے آئیے گا، ہو سکتا ہے اتنے عرصے میں کوئی اچھا رشتہ مل جائے یا پھر لائبہ کے خیالات بدل جائیں۔۔ لیکن حیشم پھر بھی راضی نہیں تھا وہ اپنی ذمہ داری کسی اور کے کندھوں پہ نہیں ڈالنا چاہتا تھا مگر گھر میں صورت حال کچھ ایسی تھی کہ اسے چند دن کے لیے سمجھوتا کرنا ہی پڑا۔

بختاور نے اسے بہت یقین دلائے تھے کہ وہ گل نین کا ہر طرح سے خیال رکھے گی وہ فکر نہ کرے آخر گل نین کے ساتھ اس کا بھی کوئی رشتہ نکلتا تھا جتنی وہ حیشم خان کے لیے اہم تھی اتنی ہی بختاور کے لیے بھی خاص تھی اور اس کی تسلی پہ اس کی ذمہ داری پہ حیشم نے گل نین کو جانے سے نہیں روکا تھا گل نین کو مٹی کے مادھو کی طرح جس طرف بھی موڑا، وہ مڑ گئی تھی۔۔!

☼ ☼ ☼

"یہ کون ہے۔۔۔؟" گل نین پہ نظر پڑتے ہی خالہ جان کے منہ سے پہلا سوال یہی ادا ہوا تھا۔

"ہمارے خان بابا کی بیٹی ہے گل نین۔۔۔" بختاور نے اس کا تعارف کروایا۔

"السلام علیکم۔۔۔" گل نین نے بمشکل حلق سے آواز نکالی تھی وہ اگر سلام بھی نہ کرتی تو پہلے قدم پہ ہی بری بن جاتی حالانکہ ابھی ابھی ایک گھر سے بری بن کے نکلی تھی۔

"وہی ایبٹ آباد والے خان بابا؟" خالہ جان کو یاد آیا۔

"جی وہی خان بابا۔۔۔" بختاور نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا' اچھا' آؤ بیٹھو یہاں۔۔۔" انہوں نے اپنے قریب تخت کی طرف اشارہ کیا۔

"جی۔۔۔" گل نین نہ چاہتے ہوئے بھی کسی روبوٹ کی طرح بیٹھ گئی تھی۔

"آج ہمارے گھر کا خیال کیسے آگیا؟ بھئی تم تو حیشم اور لائبہ کے گھر کی ہو کر رہ گئی تھیں؟" خالہ جان نے یوں بے تکلفی سے کہا جیسے اس کے ساتھ جنم جنم کی بے تکلفی اور جان پہچان تھی ان کی۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ تو نہیں آرہی تھی اور نہ ہی لائبہ بھابھی اور حیشم بھائی اسے بھیج رہے تھے میں اسے زبردستی لے کر آئی ہوں' چند دن میرے پاس بھی تو رہے۔۔۔" بختاور نے فورا" جواب دیا کہ کہیں گل نین کچھ بول ہی نہ دے لیکن گل نین کچھ بولی تو نہیں البتہ بختاور کو دیکھا ضرور تھا جو سراسر جھوٹ بول رہی تھی۔ بختاور گل نین کی نظروں سے نظر چرا گئی تھی یہ تو گل نین کا خدا جانتا تھا کہ وہ اس گھر سے کس طرح نکالی گئی تھی۔۔۔؟

"ارے ہاں! کیوں نہیں ضرور رہے جتنی اس کی مرضی کرے یہ یہاں رہے۔۔۔" انہوں نے گل نین کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے شفقت اور نرمی سے کہا تھا

لیکن گل نین کا کلیجہ پھٹ گیا اسے ایسے موقعے پہ اپنے بابا کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوئی تھی جو اس کے ساتھ پیار کرتے اور نرمی برتتے ہوئے تھکتے ہی نہیں تھے۔

دن رات اس کے لاڈ اٹھانے میں لگے رہتے تھے اس کی اتنی فکر ہوتی تھی کہ آدھے گھنٹے سے زیادہ گھر سے باہر نہیں رہتے تھے بدنامی سے ڈرتے تھے بیٹی کی عزت کے لیے متفکر رہتے تھے اور آج وہی بدنامی اور رسوائی ان کی گل نین کے تعاقب میں بھاگ رہی تھی۔۔۔ اور وہ اس بدنامی اور رسوائی سے چھپ کر ایک گھر سے دوسرے گھر میں پناہ لینے پہ مجبور ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے بیٹا' اداس لگتی ہو؟" خالہ جان بہت نرم مزاج بلکہ خوش مزاج خاتون تھیں عام عورتوں کی طرح لڑائی' جھگڑوں اور بد زبانی سے پرہیز کرتی تھیں ان کے تین بیٹے تھے ایک بیٹے کی بختاور کے ساتھ شادی کر چکی تھیں' دوسرا امریکہ میں مقیم تھا اور تیسرا ابھی کراچی میں۔۔۔ گھر سے اڑا رہتا تھا۔۔۔ تینوں بیٹوں سے چھوٹی ایک بیٹی تھی جو فی الحال کالج میں پڑھ رہی تھی لہٰذا بختاور اس گھر کی بڑی بہو تھی اس کا کہا بہت اہمیت رکھتا تھا وہ گل نین کو لے آئی تھی تو سب کے لیے گل نین بہت اہم تھی رات کو کھانے پہ گل نین کا سب سے تعارف کروایا تو سبھی مل کر بہت خوش ہوئے تھے اور سبھی کو وہ اچھی لگی تھی بلکہ بہت پسند آئی تھی۔۔۔!

☼ ☼ ☼

وہ ہمیشہ کی طرح فجر کی نماز اور قرآن پاک پڑھ کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی لیکن ابھی کچن کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ راہداری کی ڈور بیل بجی تھی۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟" اس نے ٹائم دیکھا پونے چھ بجے کا وقت تھا ماحول میں ابھی ملگجا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا وہ دوپٹہ درست کرتی ہوئی دروازے تک آگئی۔۔۔ اور دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔ کوئی لڑکھڑاتے جھومتے قدموں سے چلتا ہوا اندر آگیا تھا۔

"آپ کون؟" گل نین اس کو اندر کی طرف بڑھتے

دیکھ کر ٹھٹک گئی۔۔۔ اور اس کی آواز پہ اس آدمی کے قدم بھی رک گئے تھے۔

"تم کون ہو؟" وہ پلٹا اور اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی تھیں۔ گل نین نے اس کی نظروں کو محسوس کرتے ہوئے دوپٹہ مزید ماتھے تک کھینچ لیا تھا اور دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"پوچھا کون ہو؟ اس گھر میں مالک کی حیثیت سے ہو یا مہمان کی حیثیت سے؟" وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"ملازمہ کی حیثیت سے۔۔۔" اس نے فورا" اپنی حیثیت کا تعین کیا تھا۔

"ملازمہ۔۔۔؟" اس کا منہ کھل گیا تھا۔

"جی میں ملازمہ ہوں بختاور بی بی لے کر آئی ہیں اور آپ غالبا" زوہیب صاحب ہیں' خالہ جان کے چھوٹے بیٹے۔۔۔" اس نے زوہیب کو غائبانہ تعارف سے ہی پہچان لیا تھا۔

"اوہ آئی سی۔۔۔" زوہیب نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا اور اسے دوبارہ سر تا پا دیکھا تھا اس کی نیند اور نشہ ہرن ہو چکا تھا۔

گل نین وہاں سے ہٹ گئی تھی لیکن زوہیب کی گہری چبھتی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ گل نین کو کچن میں داخل ہونے تک اپنی کمر پہ دو گرم نظروں کی تپش محسوس ہوتی رہی تھی۔

"صبح بخیر۔۔۔" وہ سوچ میں گم ناشتا بنانے میں مصروف تھی کہ جب بختاور نے اندر داخل ہوتے ہی اسے وش کیا تھا۔

"صبح بخیر۔۔۔" جوابا" وہ بھی آہستگی سے بولی۔

"کب اٹھی ہو؟" بختاور چائے کے لیے پانی چڑھاتے ہوئے بولی صبح صبح خالہ جان اور رضیب کو بیڈ ٹی لینے کی عادت تھی اور بختاور خود چائے بنا کر ان دونوں کو دے کر آتی تھی۔۔۔ اس کا پہلا کام یہی ہوتا تھا۔

"ابھی تو کافی دیر سے ہوں' لیکن کچن میں ابھی آئی ہوں۔۔۔"

"اچھا۔۔۔! ڈور بیل کون بجا رہا تھا؟"

"وہ زوہیب صاحب۔۔۔"

"اچھا! وہ تھا؟" بختاور کیبنٹ سے چینی اور پتی کے ڈبے نکالتے ہوئے بولی۔

"کہاں گئے ہوئے تھے؟" گل نین کو تجسس تھا کہ وہ اس وقت کہاں سے آیا تھا۔

"وہ اکثر گیا ہی رہتا ہے یار' آتا تو کبھی کبھار ہے۔۔۔"

"وہی تو پوچھ رہی ہوں کہ کہاں گئے رہتے ہیں؟"

"ارے کہاں جانا ہے اپنے دوستوں کے ساتھ ہوتا ہے' رات رات بھر سڑکوں پہ آوارہ گردی کرتا ہے۔ ڈرنک' اسموکنگ' گرل فرینڈز' پارٹیز بس یہی مصروفیات ہیں اس کی' اکثر اسی وقت اسے واپسی کا خیال آتا ہے جیسے ہی اس کی نیند پوری ہو گئی دوبارہ گھر سے نکل کھڑا ہو گا۔۔۔" بختاور چائے بناتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے بھی بتاتی جا رہی تھی۔

"کوئی سمجھاتا نہیں ہے ان کو؟"

"لوفر بے دید ہوتے ہیں' کسی کا لحاظ نہیں کرتے' اسی لیے بھی سمجھانے سے پرہیز کرتے ہیں کہ اپنی عزت اپنے ہاتھ۔۔۔ البتہ کبھی کبھار تھوڑا بہت لیکچر دے دیا جاتا ہے' خالہ جان بھی موقع ملے تو برا بھلا کہہ لیتی ہیں لیکن اس پہ سختی کوئی بھی نہیں کر سکتا' سبھی جانتے ہیں کہ وہ پہلے ہی بے لگام ہے اور ہاتھ سے نکل جائے گا۔۔۔" وہ چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔!

"پڑھتے نہیں ہیں؟"

"نہیں میری جان' پڑھاتے ہیں موصوف' اپنے گروپ کے دوسرے لوفروں کو' عشق و عاشقی کا سبق' رومانس کا سبق' لڑکیوں کو پٹانے کا سبق' گویا بے راہ روی کا ہر سبق۔۔۔" بختاور نے اسے تسلی سے تلخی سے جواب دیا تھا۔۔۔ گل نین چپ ہو کے دیکھتی رہ گئی اور بختاور چائے کپ لے کر وہاں سے نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

اس نے آج واشنگ مشین لگا رکھی تھی اور گھر بھر

کے کپڑے دھونے میں مصروف تھی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بجلی بند ہونے کا ڈر تھا اسی لیے وہ سارے کام کافی جلدی جلدی نبٹا رہی تھی بالٹی بھر کپڑے مشین سے نکالے تو انہیں دھو کر پھیلانے کے لیے بالٹی اٹھا کر باہر نکل آئی گھر کے پچھواڑے کی طرف کپڑے پھیلانے کے لیے رسی بندھی ہوئی تھی وہ اسی طرف جا رہی تھی کہ اچانک گیٹ کھلا اور ایک گاڑی اندر آرکی۔ اس گاڑی کو دیکھ کر اس کے قدم ٹھٹک گئے تھے وہ آگے بڑھ سکی نہ پیچھے مڑ سکی۔

وہ اپنی گاڑی سے نکل کر سست اور ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتا اس کے سامنے آرکا تھا۔

"السلام علیکم۔" گل نین کی خاموشی دیکھ کر اس نے خود سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے متوجہ ہوئی۔

"کیسی ہو؟" حیشم خان کو پوچھتے ہوئے بھی شرمندگی ہو رہی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے، جس حال میں بھی رکھے۔" اس کی آواز سنجیدہ تھی اور قدرے لاتعلق بھی۔

"میں تمہاری خیریت پوچھنے آیا تھا۔" حیشم کی آواز میں شرمندگی نمایاں تھی البتہ اس کا سر جھکا ہوا تھا وہ تو نظر ملانے کے بھی قابل نہیں تھا۔

"بہتر تھا کہ آپ میری نہیں بلکہ بختاور بی بی کی خیریت پوچھنے کے لیے آتے۔"

"بختاور کی خیریت میں فون پہ بھی پوچھ سکتا ہوں، لیکن گل نین میں تم سے بہت شرمندہ ہوں، میری وجہ سے تم پہ بہتان لگا، تمہارے کردار پہ کیچڑ اچھالا گیا کیا منہ دکھاؤں گا خان بابا کو کہ ان کی بیٹی کے دامن پہ دھبا لگا دیا میری بیوی نے۔؟" حیشم کی آواز میں شکستگی گھلی ہوئی تھی۔

"آپ تھوڑی دیر اور یہاں میرے پاس کھڑے رہے تو میرے دامن پہ ایک اور دھبا لگ جائے گا، یہاں سے نکالی گئی تو کہاں جاؤں گی؟" گل نین بالٹی اٹھا کر آگے بڑھ گئی۔

"گل نین پلیز! میری نیت پہ شک مت۔۔۔"

"میری اور آپ کی نیت کا خدا گواہ ہے صاحب اور اس پاک ذات کے بعد اور بڑی گواہی کس کی ہو سکتی ہے؟" وہ اس کی بات درمیان سے کاٹ کے بولی اور وہاں سے چلی گئی۔ حیشم بہن کے گھر آکر واپس نہیں پلٹ سکتا تھا اس لیے سر جھکائے اندر آگیا تھا۔

"ارے بھائی آپ۔؟" ڈرائنگ روم میں ڈسٹنگ کرتی بختاور حیشم کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر چہک اٹھی تھی۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔"

"بیٹھیے نا۔" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" حیشم صوفے پہ براجمان ہو گیا تھا۔

"بس گھر کے کام کاج، آپ سنائیے آج کیسے یاد آگئی؟ لائبہ بھابھی نہیں آئیں؟" اس نے ایک ساتھ سوال کر ڈالے۔

"کیا وہ یہاں آسکتی ہے؟" اس کا لہجہ تلخ تھا۔ بختاور اس کی بات سن کر ذرا دیر کے لیے چپ سی ہو گئی۔

"نبی ویسے انیب وغیرہ کہاں ہیں؟"

"وہ تو آفس گئے ہیں اور خالہ جان سودا سلف لینے کے لیے بازار تک گئی ہیں، آپ سنائیں چائے لیں گے؟"

"نہیں چائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تھوڑی دیر پہلے ہی ناشتا کر کے نکلا ہوں، میں نے سوچا گل نین کا پتا کرتا چلوں، وہ یہاں ٹھیک تو ہے؟"

"آپ بالکل فکر نہ کریں وہ یہاں بالکل ٹھیک ہے، کپڑے دھو رہی تھی شاید ابھی آجاتی ہے۔" بختاور حیشم کو تسلی دے رہی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنے پہ پریشان اور پشیمان ہے۔

"میری ملاقات ہوئی ہے اس سے۔"

"اچھا! کیا کہہ رہی تھی وہ؟"

"ہونہہ! بے بس لوگ کچھ نہیں کہا کرتے صرف سوچ کے رہ جاتے ہیں۔" حیشم گل نین کی بے بسی سے واقف تھا۔

"آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اسے تسلی دیتے، سمجھاتے اسے۔"

"اچھا، آیا ہوں اسے تسلی دے کر اور سمجھا کر ہی جاؤں گا لیکن کہاں گئیں وہ تسلیاں؟" حیشم کو خواہ مخواہ بات پہ غصہ تھا۔

"بھائی پلیز! آپ کیوں اتنا فرسٹریشن کا شکار ہو رہے ہیں؟ بس جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کی طرف سے آزمائش کے لیے ہوتا ہے، شاید یہ سب بھی آپ کی آزمائش کے لیے ہے، صبر کیجیے، برداشت کیجیے اللہ بہتری کرے گا، ایک نہ ایک دن لائبہ بھابھی کو اپنے رویے کا اپنی غلطی کا ضرور احساس ہو گا۔" وہ حیشم سے چھوٹی تھی لیکن سمجھاتی تھی تو اس سے بڑی لگتی تھی۔

"اسے احساس ہو گا یا نہیں ہو گا لیکن مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ گل نین ہماری وجہ سے اِدھر اُدھر رل رہی ہے، لائبہ کی عقل ٹھکانے آگئی تو ٹھیک، ورنہ چند دن تک میں گل نین کو واپس گھر لے جاؤں گا، آخر کب تک یہاں رہے گی؟ کیا سوچیں گے انیب کے گھر والے؟" حیشم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"کچھ نہیں سوچیں گے، میں خوش ہوں تو وہ بھی خوش ہیں۔"

"لیکن بختاور میں خوش نہیں ہوں، میں اپنی ذمہ داری کسی اور کے گلے ڈال کر قطعی خوش نہیں ہوں، گل نین خان بابا کی عزت ہے اور میں نے اس عزت کی حفاظت کرنے کا ذمہ اٹھایا تھا۔"

"تو اس کی عزت کو یہاں کیا ہو رہا ہے؟" بختاور خفگی سے بولی۔

"جو عزت گھر میں محفوظ نہیں رہتی، وہ گھر سے باہر بھی محفوظ نہیں رہتی۔" اس نے دلیل دی۔

"وہم ہو گیا ہے آپ کو۔"

"ہاں! کہہ سکتی ہو۔" اس نے اثبات میں سر

بلایا۔

"اوکے میں چلتا ہوں اب، اور ہاں یہ کچھ پیسے ہیں رکھ لو، ہو سکے تو گل نین کو شاپنگ کروا دینا، جب سے وہ یہاں آئی ہے، ہم نے اسے کچھ بھی لے کر نہیں دیا۔" وہ ہزار ہزار کے کئی نوٹ نکال کر بختاور کو تھما گیا تھا بختاور اسے منع بھی نہ کر سکی۔!



"گل نین! زوہیب اٹھ جائے تو اسے ناشتا دے دینا، میں تب تک شاور لے لوں۔" بختاور گل نین کو آواز دے کر اپنے بیڈ روم میں چلی گئی تھی لیکن سیڑھیاں اترتا زوہیب اس کی آواز سن چکا تھا وہ سیڑھیاں اتر کر سیدھا کچن کی طرف آیا تھا۔ گل نین آہٹ پہ پیچھے پلٹی۔

"آپ۔؟" وہ زوہیب کو اپنی طرف دیکھتے پا کر ٹھٹک گئی تھی۔

"ناشتا۔" اس نے مختصراً کہا۔

"جی ابھی بناتی ہوں، آپ ڈائننگ روم میں بیٹھیے۔" اس نے تیزی سے کہا اور اس کا ناشتا بنانے کے لیے تیار ہو گئی۔

"اوکے میں ڈائننگ روم میں بیٹھتا ہوں۔" وہ کندھے اچکا کر پلٹ گیا تھا گل نین اسے زیادہ دیر سر پہ مسلط نہیں کر سکتی تھی اسی لیے بڑی پھرتی سے اس کے لیے ناشتا بنانے میں مصروف تھی۔

"ناشتا۔" پانچ دس منٹ بعد اس کی بلند آواز میں دہائی دی تھی۔

"آئی صاحب، بس بن گیا ہے۔" اس نے جواباً اسے تسلی دی تھی۔ اور اگلے پانچ منٹ میں وہ سب کچھ تیار کر کے ڈائننگ روم میں موجود تھی۔

"بیٹھو تم بھی ناشتا کرو۔" زوہیب نے اسے نگاہوں میں بھرتے ہوئے کہا۔

"نن نہیں صاحب، میں ناشتا کر چکی ہوں۔" وہ گڑبڑا گئی تھی۔

"لیکن میں نے ابھی "ناشتا" نہیں کیا نا، تم کرواؤ گی

تو کروں گا۔" اس کی نظریں تھیں کہ ایکسرے مشین' گل نین سے اس کے سامنے ٹھہرنا دشوار ہو گیا تھا نظروں کا احساس آر پار ہو رہا تھا۔

"میں چلتی ہوں۔" وہ کہہ کے باہر کی طرف لپکی۔

"میں نے تمہیں جانے کو تو نہیں کہا؟" وہ پیچھے سے سختی سے بولا تھا گل نین کے قدم جم گئے تھے۔

"لیکن صاحب! میں اپنا کام ادھورا چھوڑ کے آئی ہوں۔" وہ کسی بھی بہانے سے اس کی نظروں سے او جھل ہونا چاہتی تھی۔

"لیکن تم یہاں بھی اپنا کام ادھورا چھوڑ کے جا رہی ہو۔؟" زوہیب کا لہجہ ذو معنی تھا۔

"گل نین! ایک کپ چائے بنادو۔" نمیب کی آواز پہ اسے یوں لگا جیسے اللہ نے اس کی جان بخشی کے لیے فرشتہ بھیج دیا ہو۔

"جی صاحب ابھی بناتی ہوں۔" وہ اللہ کا شکر ادا کرتی کچن میں آگئی اور زوہیب سر جھٹک کر رہ گیا۔

"بے وقوف لڑکی' جانتی ہی نہیں کہ چیز کیا ہے' دو دن سے نیندیں اڑا کے رکھ دی ہیں۔" وہ ناشتا کرتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا اور پھر ایسا تو اکثر ہونے لگا تھا جہاں بھی موقع ملتا وہ اس کا راستہ روک لیتا تھا اور کئی بار ایسی ایسی باتیں کر جاتا تھا کہ گل نین دعا کرتی کہ کاش زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ ایسی ذلت بھری زندگی سے تو موت بھلی تھی لیکن وہ اتنی بہادر بھی نہیں تھی کہ خود اپنے ہاتھوں سے موت کو گلے کا ہار بنا لیتی' اور نہ ہی وہ اتنی مضبوط تھی کہ بختاور یا خالہ جان کو زوہیب کے بارے میں بتا سکتی۔ پہلے ہی ایک گھر سے بدنامی کما کر نکلی تھی یہاں بھی یہی سب کچھ ہوتا تو شاید بختاور بھی اسے دھتکار کر نکال دیتی اور وہ یہاں سے نکل کر کسی تیسری جگہ جانے سے ڈرتی تھی' یہی ڈر اسے دن رات اپنے شکنجے میں لیے ہوئے تھا اور یہی ڈر اسے دن رات خوف زدہ کر کے رلا رہا تھا وہ نماز پڑھنے کے لیے جائے نماز پہ کھڑی ہوتی تو اس کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں وہ سجدے میں جھکتی تو گھنٹوں سر نہیں اٹھا پاتی تھی' متواتر بہنے والے آنسوؤں سے پورا چہرہ بھیگ جاتا تھا اسے

اک عجیب سا خوف تھا جو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا اور بختاور کئی بار اس سے پوچھ چکی تھی لیکن وہ ہر بار ٹال دیتی تھی۔!

رنگ پیلا ہے تیرا کیوں نامُر
تجھے کیا غم کھائے جاتا ہے؟



کاظم خان پڑھنے کی غرض سے کراچی آیا تو یونیورسٹی میں اپنی کلاس فیلو کو پسند کر بیٹھا اگرچہ وہ پہلے سے منگنی شدہ تھا اس کی منگیتر دلہن بننے کے لیے اس کی تعلیم ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی لیکن کاظم خان یہ بھول چکا تھا کہ اس کی کوئی منگیتر بھی ہے۔ اس نے شگفتہ کے سامنے اپنا پرپوزل رکھا تو وہ انکار نہ کر سکی اور اسے ماں باپ سے بات کرنے کا کہا لیکن کاظم خان کے گھر والے کسی طور بھی ماننے کو تیار نہیں تھے۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا تھا لیکن کاظم خان پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا۔ وہ کسی بھی طریقے شگفتہ کو حاصل کرنا چاہتا تھا ایسے میں اس کا خاص ملازم ظفر خان (خان بابا) ہی تھا جس نے اس کا ساتھ دیا اور اپنی بیوی گل صنوبر کے ساتھ شگفتہ کے گھر چلا گیا وہ تینوں رشتے کے لیے ہاں کروا کے ہی اٹھے تھے۔ شگفتہ خود بھی کاظم خان کو پسند کرتی تھی اس لیے انکار کی گنجائش ذرا کم ہی تھی لہٰذا ایک ہفتے کے اندر اندر انہوں نے نکاح کر لیا اور شگفتہ کو لے کر پشاور واپس آ گیا لیکن قبیلے والوں اور گھر والوں نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ گھر سے ہی نکال دیا تھا اور کاظم خان ایسے وقت ایسے حالات میں تنہا رہ جاتا" اگر ظفر خان ساتھ نہ دیتا تو۔ کاظم خان واپس کراچی نہیں جانا چاہتا تھا اسے پتا تھا شگفتہ کو لے کر واپس کراچی گیا تو سسرال والوں کے سامنے ہتک ہوگی لہٰذا ظفر خان کے مشورے پہ دونوں ایبٹ آباد چلے آئے یہاں ظفر خان کے ماں باپ کا گھر تھا چند دن اس گھر میں گزارے اور پھر چھوٹا سا گھر کرائے پہ لے لیا۔

رفتہ رفتہ وہ اپنی جمع پونجی سے کاروبار شروع کرنے

میں لگ گیا اور ماشاء اللہ کاروبار اچھا خاصا چل نکلا تھا۔ شگفتہ کے ہاں حیشم خان پیدا ہوا تو گل صنوبر اور ظفر خان نے ان دونوں سے زیادہ خوشیاں منائی تھیں وہ کاظم خان کے لیے وفادار اور جانثار ملازم ثابت ہوئے تھے لیکن افسوس کہ اتنے سالوں بعد بھی وہ اولاد جیسی خوشی سے محروم تھے اس چیز کا دکھ اور افسوس شگفتہ کو بھی ہوتا تھا وہ سچے دل سے ان کی اولاد کے لیے بھی دعائیں مانگتی تھیں حیشم کے بعد بختاور اس دنیا میں آئی تو ان کے گھر کی رونقیں مزید بڑھ گئی تھیں اور انہی رونقوں میں اس وقت اضافہ ہوا جب گل صنوبر نے ایک بیٹی کو جنم دیا۔ گل نین ظفر خان کے لیے خدا کی طرف سے خاص رحمت تھی وہ گھنٹوں اسے سینے سے لگائے بیٹھا رہتا تھا لیکن دو ماہ بعد گل صنوبر کی موت سب کو ہلا کے رکھ گئی تھی کاظم خان خود بہت دکھی تھے۔ ظفر خان کو دونوں سمجھاتے رہے اور وہ بیٹی کے لیے نہ چاہتے ہوئے بھی زندگی کی طرف مڑ آئے تھے حیشم میٹرک میں' بختاور مڈل میں اور گل نین پانچویں کلاس میں پڑھ رہے تھے جب کاظم خان کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ہونے والی موت نے پورے گھر کو اجاڑ کے رکھ دیا تھا۔

یہ وقت ظفر خان کے امتحان کا وقت تھا انہوں نے ہمت نہیں ہاری تھی بلکہ شگفتہ بیگم کے سر پہ ہاتھ رکھ کے بھائیوں سا مان دیا اور ساری ذمہ داریاں خود اٹھا لیں۔ حیشم اور بختاور کی ذرا ذرا سی فرمائش پہ پورا پورا دن بھاگتے دوڑتے رہتے تھے۔ اور جو ذرا فرصت کا ٹائم ملتا گل نین پہ محبتیں نچھاور کرنے بیٹھ جاتے اس کے لاڈ اٹھاتے نہیں تھکتے تھے۔ انہوں نے کبھی کسی کو شکایت نہیں ہونے دی تھی۔

شگفتہ بیگم اور بختاور کی عزت کا خیال وہ گل نین سے بھی بڑھ کے رکھتے تھے۔ بختاور کو خود اسکول چھوڑنے اور لینے کے لیے جاتے تھے۔ شگفتہ بیگم کو بازار تک بھی جانے نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے کاظم خان سے وفا کا دامن مرتے دم تک نہ چھوڑا۔۔۔ بچے جوان ہوئے تو شگفتہ کو ان کی شادیوں کی فکر ستانے لگی۔

ان کے سسرال والے تو کاظم خان کی موت کا سن کر بھی نہیں آئے تھے اس لیے ددھیال میں شادیاں کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا البتہ ننھیال میں کوئی امید تھی کہ بات بن جاتی حیشم کام کی غرض سے کراچی آیا تو ماموں جان اور ممانی جان کو بہت اچھا لگا تھا انہوں نے فون پہ باتوں ہی باتوں میں شگفتہ بیگم سے بات کی تو وہ بہت خوش ہوئی تھیں ان کی بھتیجی ان کی بہو بنتی انہیں اور کیا چاہیے تھا بھلا؟ انہوں نے حیشم سے بات کی تو اس کی نظروں میں لائبہ کا سراپا گھوم گیا تھا۔ اچھی خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی تھی اور دوسری بات یہ کہ اپنی کزن تھی' وہ بھلا کیوں انکار کرتا؟ اس نے ماں کو رضامندی سونپ دی اور پھر حیشم کا رشتہ طے ہونے کے دوران ہی بختاور کو بھی غیب کے لیے مانگ لیا گیا ان دنوں گل نین سیڑھیوں سے گر گئی تھی کافی گہری چوٹ آئی تھی وہ کراچی نہ جا سکی' اور اس کی وجہ سے خان بابا بھی شادی میں شریک نہ ہو سکے۔

وہ اپنی گل نین کو ذرا دیر کے لیے بھی اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے تھے۔ حیشم نے لاکھ کوشش کی کہ وہ ساتھ چلیں' کراچی میں ان کا نیا گھر دیکھیں' بارات میں شریک ہوں مگر وہ گل نین کو چھوڑ کر نہ گئے۔ الٹا حیشم سے نہ جانے کی وجہ سے معافی مانگتے رہے۔ حیشم خود شرمندہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے شادی سے چند دن پہلے کراچی جانا تھا وہاں نیا گھر لیا تھا اس میں ایڈجسٹ کرنا' اسے سیٹ کرنا ابھی کچھ باقی تھا اور وہ کراچی آ کر اپنے کاموں میں لگ گئے۔

حیشم اور بختاور کی شادی سے فارغ ہو کر شگفتہ بیگم واپس ایبٹ آباد آ گئیں اور۔۔۔ ایک روز سونے کے لیے لیٹیں تو دوبارہ اٹھ نہ سکیں۔۔۔ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملی تھیں اور خان بابا اپنی گل نین کے ساتھ اس گھر میں اکیلے رہ گئے۔ حیشم اس گھر کی ذمہ داری انہیں سونپ گیا تھا۔۔۔ ہر مہینے باقاعدگی سے انہیں ماہانہ خرچ بھجواتا تھا' قادر خان کی تنخواہ الگ سے مقرر

تھی۔ حیشم نے کئی بار انہیں کراچی چلنے کے لیے اصرار کیا تھا لیکن وہ ایبٹ آباد کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے لہٰذا حیشم کئی بار وقت نکال کر ان سے ملنے کے لیے آ جاتا تھا۔ لیکن اب تو سب کچھ ختم ہو گیا تھا وہ اپنی ذمہ داریاں نبھا گئے تھے۔ اب اس کی ذمہ داریاں بڑھا گئے تھے!



"ارے امی رخشی کی شادی کی ڈیٹ بھی فکس ہو گئی؟" نویرہ فون کال سن کر سیدھی ماں کے پاس آئی تھی۔ گل نین ان کے سر میں تیل ڈال کر ان کے سر کا مساج کر رہی تھی۔

"ہاں رات کو آئی تھی تمہاری چچی کی کال' بتا رہی تھیں کہ آج ہی ڈیٹ فکس ہوئی ہے زیادہ لمبی ڈیٹ نہیں ہے۔ بس دس پندرہ دن بعد کی مقرر کی ہے۔" وہ ذہن پہ زور ڈالتے ہوئے بولیں۔

"اس مہینے کی سولہ تاریخ کو۔۔۔" نویرہ نے ماں کی مشکل آسان کی۔

"ارے ہاں سولہ تاریخ کو' پندرہ کو مہندی ہو گی اور چودہ کو مایوں کی رسم۔" انہوں نے تفصیل سے بتایا۔

"تو پھر ہم کس تاریخ کو جائیں گے؟" نویرہ کو اپنے جانے کی فکر تھی رخشی اس کے چچا کی بیٹی' اس کی کلاس فیلو اور دوست بھی تھی اسی لیے زیادہ فکر اسی کی ہو رہی تھی۔

"ظاہر ہے بھئی ہم بھی چودہ کو ہی جائیں گے' اب اتنے دن پہلے جا کر ڈیرہ تو نہیں ڈالیں گے' بلکہ مجھے تو چودہ کو جا کر وہاں بیٹھ جانے سے بھی شرمندگی ہو رہی ہے۔" انہوں نے ذرا خفگی سے کہا تھا۔

"شرمندگی کیسی؟ وہ کوئی غیر تو نہیں ہیں' اپنے چچا کا گھر ہے۔"

"ارے پگلی! چچا کا گھر ہے تو کیا وہاں ان کے اور مہمان نہیں ہوں گے۔۔۔؟ وہ کس کس کو سنبھالیں گے؟" انہوں نے بیٹی کو گھور کے پوچھا اور نویرہ واقعی ان کی بات سمجھ کر چپ ہو گئی تھی وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں۔

"لیکن امی! رخشی نے تو مجھے پہلے آنے کو کہا ہے۔۔۔؟"

"ہاں تو چودہ کو اکٹھے ہی چلیں گے نا' دو تین دن کافی نہیں ہیں تم لوگوں کی باتوں کو۔۔۔؟" وہ بیٹی کو ڈانٹ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے اسی روز چلی جاؤں گی' جب آپ لوگ چلیں گے۔۔۔" نویرہ کا منہ بن گیا تھا۔

"کون کہاں جا رہا ہے بھئی۔۔۔؟" زوہیب نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بلند آواز میں پوچھا تھا۔ گل نین جو کب سے چپ چاپ اپنے کام میں مصروف تھی ایک دم چونک کر دیکھا تھا۔

"رخشی کی شادی میں۔۔۔" نویرہ نے فٹ سے جواب دیا۔

"اچھا! رخشی کی شادی طے ہو گئی؟"

"ہاں بیٹا' ماشاء اللہ تم ہمیشہ ہی بے خبر رہنا' چچا کی بیٹی کی شادی ہو رہی ہے اور صاحب کو پتا ہی نہیں' کل کو اس کے بچے بھی ہو جائیں گے اور یہ پوچھے گا ہیں رخشی کے بچے بھی ہو گئے؟" خالہ جان نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"تو کیا اب میں چچا زاد بہنوں کی خبر رکھتا پھروں؟" اس نے ماں کو خفگی سے دیکھا۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ چچا زاد بہنوں کی خبر رکھو' میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ اپنے گھروں کی فکر رکھو' خبر رکھو کہ آج کل کس گھر میں کیا ہو رہا ہے؟ کہاں خوشی کا موقع ہے؟ کہاں غم کا۔۔۔؟"

"مجھے کیا ضرورت ہے بھلا دوسروں کے گھروں کی خبر رکھنے کی' بس خبر رکھنے کے لیے اپنا گھر ہی کافی ہے۔" اس نے کہتے ہوئے کن انکھیوں سے گل نین کو دیکھا تھا وہ چہرہ جھکا گئی تھی اس کا دل خوف سے خشک ہوا جا رہا تھا وہ زوہیب کے دیکھنے سے ہی خائف ہو جاتی تھی۔

"اپنے گھر کی خبر کب رکھ رہے ہو تم۔۔۔"

"پہلے تو نہیں لیکن اب رکھنے لگا ہوں۔۔۔" اس

نے سرسری سے انداز میں کہا۔ مگر گل نین جانتی تھی کہ اس نے کیوں کہا ہے۔

"ہونہہ! تم کیا خبر رکھو گے بھلا' تمہیں اپنے دوستوں سے فرصت ملے گی تب نا؟"

"اماں۔! چھوڑ دیا ہے سب دوستوں کو' بس اب صرف ایک ہی دوست رکھنا ہے' دعا کرو اس سے دوستی ہو جائے۔" وہ عجیب پراسرار انداز میں بات کر رہا تھا۔

"چلو اگر ایک ہی دوست رکھنا چاہتے ہو تو پھر ٹھیک ہے۔" وہ یوں سرہلاتے ہوئے بولیں جیسے وہ واقعی ان کی مرضی پہ دوست بنائے گا اور باقی چھوڑ دے گا۔

"میری شرٹ۔ استری کر دو۔۔۔۔" زوہیب کی آواز نے اس کا پیچھا کیا۔

"گل نین سے کہو وہ کر دے گی۔" نویرہ کہہ کر باہر نکل گئی آج کل اسے کالج سے چھٹیاں تھیں اسی لیے وہ گھر پہ نظر آ رہی تھی۔

"گل نین سے ہی کہہ رہا ہوں۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"جی دے دیجیے میں کر دیتی ہوں۔"

"اب میں خود تمہیں شرٹ لا کر دوں گا؟"

"زوہیب! تمیز سے بات کرو' جاؤ بیٹا اس کے کمرے سے لے آؤ' بتا دو اسے کون سی شرٹ استری کرنی ہے؟" انہوں نے زوہیب کو سرزنش کی تھی۔

"ریڈ شرٹ ہے لائننگ والی' وہ کرنی ہے۔" اس نے سر جھٹک کر بتایا۔ گل نین واش بیسن پہ تیل والے ہاتھ دھو کر اوپر آ گئی زوہیب کے کمرے میں وہ پہلی بار آئی تھی لیکن اندر سے کافی خوف زدہ تھی جلد از جلد شرٹ لے کر وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی اس نے شرٹ کے لیے اس کی الماری کا پٹ بھی کھول دیا تھا اور کپڑوں میں سے ریڈ لائننگ والی شرٹ تلاش کرنے لگی۔

"میری ریڈ لائننگ والی کوئی شرٹ نہیں ہے۔" اس کے عقب سے زوہیب کے قدموں کی چاپ ابھری تو وہ دھک سے رہ گئی تھی اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

"مجھ سے اتنا چھپتی کیوں ہو؟ صرف دیکھتا ہی تو ہوں؟ اور تو کچھ نہیں کرتا۔؟" وہ کافی مستی بھری آواز سے پوچھ رہا تھا۔ گل نین سمٹ کر قدرے پیچھے ہو گئی تھی۔

"دیکھیے صاحب آپ کو زیب نہیں دیتا کہ آپ ایک ملازمہ کے ساتھ اس طرح کی باتیں کریں آپ اپنا مقام دیکھیں آپ۔"

"کون کہتا ہے کہ تم ملازمہ ہو؟ ارے یار مجھ سے پوچھو تم کیا ہو' شہزادی ہو' ملکہ ہو' پری ہو تم۔" زوہیب نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنے قریب کھینچ لیا تھا گل نین کو کرنٹ چھو گیا۔

"تمہاری ایک جھلک نے ہی میرے سینے میں چنگاری پھینک دی تھی' ابھی تک آگ جل رہی ہے۔" زوہیب نے اسے بانہوں میں بھرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی پوری قوت لگا کر پیچھے ہٹ گئی تھی اور اپنی کلائی چھڑا لی مگر زوہیب نے اس کا دوپٹہ کھینچ لیا۔

"جاتی کہاں ہو؟ تھوڑی دیر کا سکون تو دے جاؤ۔" زوہیب نے دوپٹے کے ساتھ اسے بھی کھینچتے ہوئے بانہوں میں بھر لیا تھا۔

"حشم۔!" گل نین کی آواز آنسوؤں کی وجہ سے حلق میں ہی دب گئی حشم کا نام اس کے لبوں پہ آ کر دم توڑ گیا تھا دل کا درد' زبان سے عیاں ہوتے ہوتے رہ گیا لیکن زوہیب چونک گیا تھا۔

"حشم کو کیوں پکارا؟" اس نے گل نین کو ذومعنی نظروں سے دیکھا۔

"بولو نا حشم خان کا نام کیوں آیا تمہاری زبان پہ۔؟" وہ اس کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے بولا۔

"پلیز میرا دوپٹہ چھوڑیے' جانے دیجیے مجھے۔" اس نے اپنا دوپٹہ اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا۔

"مجھے بتا کر جاؤ کہ حشم خان کی یاد کیوں آئی اس وقت۔؟" زوہیب حشم کے نام پہ اٹک چکا تھا۔

"حشم خان کی یاد تو مجھے پتا نہیں کس کس وقت آتی ہے' آپ اس وقت کا پوچھ رہے ہیں؟" گل نین لہجے میں تلخی سموتی جھٹکے سے دوپٹہ کھینچ کر باہر بھاگ گئی اور زوہیب پیچھے کھڑا دیکھتا رہ گیا۔

"اوف۔!" اس نے ہونٹ سکیڑے۔

"یعنی حشم خان کا بھی کوئی چکر ہے اس کے ساتھ۔؟" اس نے سوچا اور پھر ہنس دیا تھا خباثت اس کی اک اک ادا سے جھلک رہی تھی وہ نجانے کیا سوچ کر مسلسل مسکرا رہا تھا!



گھر میں اب شادی پہ جانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کپڑے' جیولری اور شاپنگ کی باتیں ہی ہوتی رہتی تھیں بختاور اور نویرہ دو تین بار شاپنگ کے لیے گئی تھیں کبھی کوئی چیز میچنگ کی لانی ہوتی تھی اور کبھی کوئی' ایسے میں سارا گھر گل نین نے سنبھال رکھا تھا ابھی یہ غنیمت تھا کہ خالہ جان گھر پہ ہی رہتی تھیں اسی لیے وہ سارا کچھ آسانی سے کر لیتی تھی اگر وہ بھی گھر پہ نہ ہوتیں تو یقیناً وہ گھر پہ اکیلی نہیں رہ سکتی تھی۔!

"گل نین۔ گل نین بیٹا۔!" خالہ جان آوازیں دے رہی تھیں اور وہ نہ جانے کہاں کھوئی ہوئی تھی۔

"ارے گل نین۔" انہوں نے اس کا کندھا پکڑ کے ہلایا تھا۔

"جی جی خالہ جان؟" وہ کسی گہرے خیال سے چونکی تھی۔

"کہاں کھو گئی تھیں؟" انہوں نے اس کا چہرہ بغور دیکھا۔ چہرے پہ سوچوں کا جہان آباد تھا' اک محفل سی لگی ہوئی تھی سوچوں کی۔ خالہ جان کو کسی ایک بھی سوچ کا چہرہ نظر نہیں آیا تھا' سبھی کے نین نقوش حجاب میں ڈھکے ہوئے تھے' خالہ جان کو دیکھ کر ساری سوچیں منتشر ہو گئی تھیں' یوں جیسے محفل برخاست ہو گئی ہو۔!

"اس دنیا کے دھندے میں۔" گل نین کا جواب مختصر لیکن تلخی کا تاثر لیے ہوئے تھا۔

"ارے بیٹا! اس دنیا کے دھندے میں تو ہر کوئی کھویا ہوا ہے۔" وہ آہ بھر کے بولیں۔

"مجھ جیسا کوئی نہیں کھویا۔" اس نے استہزائیہ کہا۔

"ہاں بیٹا بڑی ہمت ہے تمہاری۔"

"ہاں! میں بھی یہی سوچتی ہوں کہ بڑی ہمت ہے میری۔"

"دل اداس ہے تو حشم اور لائبہ سے جا کر مل آؤ۔"

"میں ان سے ملنے گئی تو ان کے دل اداس ہو جائیں گے۔" وہ دل میں سوچ کر رہ گئی۔

"دل اداس تو ہے' لیکن کسی سے مل کر ٹھیک ہونے والا بھی نہیں ہے۔" وہ کھڑکی سے ہٹ گئی تھی۔

"لگتا ہے تم آج اپنے نصیب کو سوچ رہی ہے؟" انہوں نے کتنا درست اندازہ لگایا تھا۔

"اپنے نصیب کو نہیں' اپنی بدنصیبی کو سوچ رہی ہوں خالہ جان اور میری بدنصیبی ایسی ہے کہ کھڑے کھڑے آپ کو بتا بھی نہیں سکتی' بڑا وقت چاہیے یہ دکھڑا رونے کے لیے۔" وہ سر جھٹک کر تلخی سے بولی۔

"لگتا ہے تم آج کل ایسی باتیں کچھ زیادہ ہی سوچنے لگی ہو؟ بڑے دنوں سے دیکھ رہی ہوں میں' تم اداس' پریشان' ڈری سہمی سی رہتی ہو' الجھی الجھی سی پھرتی ہو' کیا وجہ ہے بیٹا۔؟" خالہ جان کو نجانے کیوں اتنا تجسس ہو رہا تھا۔

"چھوڑیں خالہ جان! آپ بتائیے آپ کیوں بلا رہی تھیں مجھے۔؟" گل نین پوری طرح سے

ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تمہاری باتوں میں لگ کر بات ہی بھول گئی۔" وہ ذہن پہ زور ڈالتے ہوئے بولیں۔

"اچھا! میں آپ کو چائے لا کر دیتی ہوں' آپ کو ساری باتیں یاد آجائیں گی' آپ بیٹھیں۔" اس نے ڈرائنگ روم میں رکھے تخت کی طرف اشارہ کیا۔

"نہ میں یہاں بیٹھ بیٹھ کر اکڑ گئی ہوں' اب اپنے کمرے میں جا کر تھوڑی دیر آرام کرتی ہوں' تم چائے لے کر وہیں آجانا' لیکن دو کپ لے کر آنا' میرے ساتھ تم بھی پیو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔" انہوں نے نرمی اور چاؤ سے کہا تھا گل نین کو اس پورے گھر میں بختاور اور خالہ جان ہی تو اچھی لگتی تھیں حالانکہ نویرہ اس کی ہم عمر تھی لیکن اس کی مصروفیات کچھ اور تھیں دونوں کے خیالات مختلف تھے اسی لیے دونوں کی بن نہیں سکی تھی' البتہ منیب بھائی بھی بہت اچھے تھے' بہت اچھے طریقے سے بات کرتے تھے' کبھی نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا گل نین کو وہ بہت اچھے لگتے تھے وہ ان کی دل سے عزت کرتی تھی۔ اور وہ بھی اس کے لیے ایسا ہی عزت و احترام دل میں رکھتے تھے۔ بس پورے گھر میں ایک زوہیب ہی ایسا تھا جس کو دیکھ کر گل نین جہاں ہراساں ہوتی تھی وہیں سر تاپا جل اٹھتی تھی۔

☼ ☼ ☼

میری جان ہونٹ تو کھول تو' کبھی اپنے حق میں بھی بول تو
یہ اب ہے تیری خامشی' نہ سوال ہے نہ جواب ہے
مجھے سعد تجھ سے گلہ نہیں کہ میں خود ہی تجھ سے ملا نہیں
میری زندگی بھی عذاب ہے' تیری زندگی بھی عذاب ہے

صفائی کرتے ہوئے نویرہ کے ڈائجسٹ میں یہ شعر پڑھا اور پھر بے ساختہ ہی ڈائجسٹ بند کر دیا تھا انداز میں عجب بے چینی سی تھی وہ اس کے کمرے کی صفائی کر کے باہر آگئی اب بختاور کا کمرہ صاف کرنا تھا وہ دستک دے کر اندر آگئی کیونکہ بختاور کمرے میں ہی تھی۔

"آجاؤ گل نین۔" بختاور کو پتا تھا کہ گل نین ہی ہو گی۔

"السلام علیکم۔" وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام۔ کیا بات ہے کچھ سست لگ رہی ہو۔؟" بختاور اپنی جیولری اور میک اپ کا سامان بیوٹی بکس میں رکھ رہی تھی۔

"جی رات کو نیند نہیں آرہی تھی' رتجگے سے سر میں درد ہو گیا ہے۔"

"ارے خیر تو ہے؟ نیند کیوں نہیں آرہی تھی؟؟" بختاور نے ڈریسنگ ٹیبل سے ایک ہیئر برش اٹھا کر بیوٹی بکس میں رکھ لیا تھا یہ سب شادی والے گھر جانے کا انتظام تھا وہ ہر چیز کا بندوبست کر کے جا رہی تھیں۔

"بابا یاد آرہے تھے۔" گل نین کی آواز بھرا گئی تھی اس لیے وہ تیزی سے رخ موڑ کر ٹیبل صاف کرنے لگی کہ بختاور نہ دیکھ سکے۔

"گل نین۔!" بختاور نے پلٹ کر اسے کندھے سے تھام کے اپنی سمت موڑ لیا تھا۔

"بابا کیوں یاد آرہے تھے۔؟"

"بس ایسے ہی دل گھبرا رہا تھا۔"

"کوئی بات ہے تو بتاؤ مجھے۔؟"

"نہیں بختاور بی بی کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"دیکھو گل نین مجھے لگتا ہے کوئی بات ہے ضرور' لیکن تم چھپاتی ہو۔"

"آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں' میں یہاں اکیلی کیسے رہوں گی؟" گل نین نے بمشکل خود کو بات کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔

"ارے میری جان' میری گڑیا' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تمہیں ساتھ لے جانے میں' لیکن میں یہ ضرور جانتی ہوں کہ وہاں جانے سے تمہیں یا پھر حشم بھائی کو بہت مسئلہ ہو گا' کیونکہ لائبہ بھابھی اور حشم بھائی بھی وہاں انوائیٹڈ ہیں وہ تمہیں وہاں دیکھیں گی تو اسی روز کی طرح جنونی ہو جائیں گی مجھے ڈر ہے کہ وہاں

کوئی تماشا نہ ہو جائے۔" بختاور نے اسے اپنے ساتھ نہ لے جانے کی اصل وجہ بتائی تھی اور گل نین کی رہی سہی امید بھی دم توڑ گئی۔

آج چودہ تاریخ تھی وہ سارے گھر والے مایوں کی رسم میں شریک ہونے کے لیے پہلے جا رہے تھے گل نین نے بھی ساتھ چلنے کا کہا تھا لیکن بختاور نے منع کر دیا تھا اور بختاور کا انکار گل نین کو مایوسی میں مبتلا کر گیا تھا۔

"وہاں بھی تماشا میرا ہی بنے گا' اور یہاں بھی تماشا میرا ہی بنے گا۔" وہ تلخی سے سوچ کر تلخی سے مسکرائی تھی اور بختاور کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹا کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"گل نین! کیا بات ہے؟ تمہیں میری بات بری لگی ہے؟" بختاور کو اس کا یوں چپ چاپ منہ پھیر کے پلٹ جانا دل پہ لگا تھا۔

"پتا نہیں بختاور بی بی' اب تو اچھے برے کا فرق بھی بھولنے لگی ہوں۔" وہ عجیب سے انداز میں کہہ کر باہر نکل گئی حالانکہ کمرا صفائی مانگ رہا تھا لیکن گل نین اپنی ذات کے غم و فکر میں ابھی صفائی بھی نہ کر سکی اور بختاور سوچتی رہ گئی کہ اب اس شادی سے فارغ ہو کر وہ حشم سے گل نین کے بارے میں کوئی حتمی بات کرے گی کہ آخر اس کا کرنا کیا ہے؟ اگر اس کی کہیں شادی کرنی ہے تو سنجیدگی سے اس بارے میں سوچیں۔ آخر اس طرح کب تک گزارا ہو گا۔؟

☼ ☼ ☼

گھر سے جاتے ہوئے بختاور اسے بہت ساری تسلیاں اور دلاسے دے کر گئی تھی نویرہ' خالہ جان' منیب بھائی بختاور اور بچے سبھی ایک ساتھ گھر سے نکلے تھے البتہ زوہیب ان کے ساتھ نہیں گیا تھا کیونکہ وہ پچھلے تین دن سے پہلے ہی گھر سے غائب تھا۔ شاید اپنے دوستوں کے ساتھ شہر سے باہر عیاشیاں کرنے گیا ہوا تھا سو گل نین گھر پہ اکیلی تھی وہ گھر کا مین ڈور لاک کر کے اپنے کمرے میں آگئی دوپہر کے ایک بجے کا وقت تھا سب کے جانے کے بعد گھر میں کافی پھیلاوا بکھرا ہوا تھا۔ لیکن گل نین کا دل کسی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا جا رہا تھا وہ چاہتے ہوئے بھی کوئی کام نہ نبٹا سکی اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھوڑی دیر کے لیے پلکیں موند کر بستر پہ لیٹی تو دل اور بھی گھبرا اٹھا تھا یوں جیسے کسی نے دل کا گلا گھونٹ دیا ہو' آنکھ کے پردے پہ ابھرنے والی شبیہ ہی ایسی تھی کہ اس کی ہتھیلیوں اور پیشانی پہ پسینہ پھوٹ پڑا تھا وہ یکدم اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اسے اپنی کیفیت خود بھی سمجھ نہیں آرہی تھی بچپن سے لے کر اب تک اس نے اپنی جس کیفیت کو ہمیشہ چھپا چھپا کر اور دبا دبا کر رکھا تھا پچھلے چند دنوں سے اسی کیفیت نے اسے عجیب بے چین اور بے سکون کر رکھا تھا وہ اضطراری حالت میں پھرتی تھی اسے یوں لگتا تھا جیسے وہ کچھ پانے والی ہے' یا کچھ کھونے والی ہے۔ البتہ کیا پانا تھا اور کیا کھونا تھا یہ تو اللہ ہی جانتا تھا۔!

وہ گھبرائے ہوئے دل کے ساتھ بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی ننگے پاؤں کتنی ہی دیر گھر کی راہداریوں کے ٹھنڈے فرش پہ ٹہلتی رہی اس کی انہی بے چینیوں کے دوران ظہر کی اذان سنائی دینے لگی اس کے بے چین قدم خود بخود ہی واش روم کی سمت اٹھنے لگے اس نے وضو کیا اور تھوڑی دیر بعد نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہو گئی آدھے پون گھنٹے میں وہ نماز سے فارغ ہوئی تو دل کو کچھ سکون میسر آیا تھا اور اسی سکون کے باعث وہ وہیں ڈرائنگ روم کے صوفے پہ لیٹ گئی وہ اس لیے بھی قدرے مطمئن تھی کہ اس نے مین ڈور لاک کر رکھا تھا۔

لیکن اطمینان کی یہ نیند اس کی زندگی کی سب سے بڑی اور سنگین غلطی تھی اسے سوئے ہوئے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی کہ اچانک وہ نیند میں کسمسا اٹھی اسے اپنے رخسار پہ کسی کا لمس محسوس ہوا تھا اور یہی لمس جب اس کے رخسار سے اس کی گردن تک گیا تو وہ یکدم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی اپنے اوپر جھکے زوہیب کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور دل جیسے بند

ہو گیا تھا۔

"آپ... ؟" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"خوش قسمتی سے میں ہی ہوں..." وہ خباثت سے مسکرا رہا تھا۔

"لیکن وہ... وہ دروازہ..." گل نین کو دروازے کا خیال آیا تھا اور زوہیب اس کے خیال پہ ہنسنے لگا۔

"تمہارے جیسی دولت گھر میں پڑی ہو تو چور دروازے خود بخود نکل آتے ہیں۔ بہت عرصے سے یہ ڈپلی کیٹ چابی ساتھ لیے پھر رہا تھا کہ شاید کبھی کام آجائے اور دیکھو آج کام آہی گئی..." اس نے کی چین میں جھولتی چابی کو بے ساختہ چوم لیا تھا۔

"آپ... کب آئے؟" اس کے الفاظ بے ربط ہو رہے تھے۔

"بہت دیر سے آیا ہوا ہوں اور تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہا ہوں پھر سوچا کہ تمہیں جگا ہی لوں اور ابھی جگا ہی رہا تھا کہ تم خود جاگ گئیں..." زوہیب ذو معنی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا اور گل نین کچھ اور سوچ رہی تھی اسے اپنے بچنے کی بس ایک واحد امید نظر آئی تھی جس کے لیے فون کال ضروری تھی اسے فون کے لیے ٹائم نکالنا تھا۔

"تم... میں آپ کے لیے کھانا گرم کرتی ہوں' آپ شاور لے کر آجائیں' میں تب تک کھانا لگا دیتی ہوں..." اس کے دماغ نے تیزی سے کام کیا تھا۔

"ہوں! یہ بھی اچھی بات ہے' بھوک تو واقعی لگ رہی ہے' اوکے تم کھانا لگاؤ' میں آرہا ہوں..." زوہیب پتا نہیں کہاں کہاں سے آوارہ گردی کرکے آیا تھا اسے واقعی بھوک لگی ہوئی تھی گل نین کا آئیڈیا پسند آیا تھا اسی لیے اسے کہہ کر خود اوپر چلا گیا اور گل نین لپک کر فون سیٹ کے پاس آگئی اس کی انگلیوں نے تیزی سے نمبر ڈائل کیا تھا دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔

"ہیلو حشم خان اسپیکنگ...!" اس نے دوبارہ پوچھا۔

"گل نین بات کر رہی ہوں صاحب..."

"او اچھا... کیا حال ہے؟"

"صاحب آپ میرا حال مت پوچھیں بلکہ میرا..." وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی جب درمیان سے لائن کاٹ دی گئی اور ریسیور بھی جھٹکے سے چھین لیا گیا تھا اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

"مجھے چکما دے رہی ہو سالی..." زوہیب نے اسے بالوں سے دبوچ کر اپنے سامنے کر لیا تھا۔

"چھوڑو مجھے..." وہ یکدم غرائی تھی۔

"آج چھوڑنے کی بات نہ کرو' آج تو تم پلیٹ میں سجی سجائی ملی ہو' آج رخشی کی مایوں کی رسم ہو گی اور تمہاری سہاگ رات..." زوہیب اسے اپنے کمرے کی طرف گھسیٹ رہا تھا۔

"ذلیل' کمینے چھوڑو میرا بازو' میں تم پہ تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی..." وہ زوہیب پہ جھپٹ پڑی اور اسی ہاتھا پائی میں سیڑھیوں کے قریب کارنر اسٹینڈ پہ رکھے گئے ڈیکوریشن پیس ایک چھناکے سے زمین بوس ہو کر چکنا چور ہو گئے تھے۔

"تم مجھے پسند کرو نہ کرو میں تو تمہیں پسند کرتا ہوں ناجان من... آج میرا دل تو صرف تمہاری خوشبو سے ہی مہکے گا..." وہ اسے کھینچ رہا تھا۔

"ہرگز نہیں... میں مر جاؤں گی لیکن تمہاری گندی اور گھناؤنی خواہشات پوری نہیں ہونے دوں گی چھوڑو مجھے..." وہ یکدم ہاتھ چھڑا کے بھاگی۔

"اف...! زمین پہ بکھرے کانچ کا نوکیلا ٹکڑا اس کے پاؤں میں پیوست ہو گیا تھا اور وہ کراہ اٹھی تھی۔

"مجھ سے بچ کے بھاگو گی تو تمہیں ہر راستے پر ایسے ہی کانچ ملیں گے..." زوہیب نے نیچے جھک کے اس کے پیر سے کانچ اک جھٹکے سے نکال کر پھینک دیا تھا اور ساتھ ہی خون کی سرخ دھاریں فرش کو لال کرنے لگیں۔

"آؤ تمہارے مرہم لگا دوں..." وہ اس کی تکلیف کی پروا کیے بغیر اسے کھینچتا ہوا اوپر لے گیا اور فرش پہ خون سے گل نین کے پیروں کے نشان بنتے چلے گئے تھے دوپٹہ سیڑھیوں پہ گرا ہوا تھا۔

اس نے لاکر گل نین کو بیڈ پہ دھکیل دیا تھا وہ یکدم پاگل ہو اٹھی تھی اس نے چیخ چیخ کر پورا گھر سر پہ اٹھالیا تھا لیکن زوہیب چوکیدار اور دوسری ملازم کو چھٹی پہ بھیج آیا تھا اسی لیے مطمئن تھا۔۔۔ گل نین نے اسے لیمپ اٹھا کر مارنے کی کوشش کی لیکن وہ بھیڑیا ہر بار بچ گیا۔۔۔ گل نین نے اس کے شکنجے سے نکلنے کے لیے ہزاروں جتن کر ڈالے تھے لیکن اس کا شیطانی پنجہ بہت مضبوط تھا۔۔۔

"بابا۔۔۔!" اس کی چیخ بہت بلند اور دردناک تھی زوہیب اس کے قریب جھک آیا تھا۔۔۔

"حیشم۔۔۔!" آج دوسری بار وہ تڑپ کے پکاری تھی لیکن حیشم خان دوسری بار بھی اس کے درد سے انجان ہی رہا تھا۔۔۔

"آج پھر حیشم۔۔۔؟" زوہیب نے اس کا چہرہ جبڑے سے پکڑ کر سختی سے اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔

"ذلیل، کمینے اور کس کو پکاروں؟" گل نین نے اسے نوچ کھسوٹ ڈالا تھا۔۔۔

"مجھے پکارو، صرف مجھے، میرا نام لو۔۔۔" وہ خباثت سے ہنسا تھا وہ اسے دھکا دے کر بھاگی لیکن زوہیب نے اسے دروازے سے ہی واپس کھینچ لیا تھا وہ روتی، تڑپی، بھاگی لیکن اپنا بچاؤ نہ کر سکی۔۔۔ اس کی چیخ وپکار دم توڑ گئی تھی۔۔۔ شیطان اس پہ تسلط جما چکا تھا چند لمحوں میں زمین پھٹی نہ آسمان ٹوٹا اور نہ ہی کوئی قیامت آئی لیکن خان بابا کی گل نین دن دہاڑے لٹ گئی اس کے پاؤں سے خون لگاتار بہہ رہا تھا لیکن اس بھیڑیے کو کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا سوائے اپنے ہوس زدہ نفس کے۔۔۔ اور اس کی ہوس کی بھینٹ چڑھنے والی بے حس و حرکت ہو چکی تھی۔۔۔ اس کا خیال رکھنے کے دعوے دار دونوں بہن بھائی نجانے کہاں تھے۔۔۔؟

"حیشم۔۔۔!" اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی اور پھر وہ بے دم ہو کر اک سائیڈ پہ لڑھک گئی۔۔۔!

☼ ☼ ☼

"نیب۔۔۔ نیب۔۔۔! بختاور اتنے سارے لوگوں میں نیب کو ڈھونڈتی ہوئی باہر لان میں نکل آئی تھی۔۔۔"

"نیب۔۔۔!" اس نے نیب کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔

"کیا بات ہے؟ اتنی پریشان کیوں ہو؟" نیب اس کی پریشان صورت دیکھ کر متفکر ہوا تھا۔

"وہ میں کب سے گھر کے نمبر پہ کال کر رہی ہوں لیکن گل نین کال ریسیو نہیں کر رہی۔۔۔"

"تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟ وہ سو گئی ہوگی۔۔۔"

"نہیں نیب وہ عشاء کی نماز پڑھے بغیر نہیں سوتی اور ابھی تو عشاء کی اذان بھی نہیں ہوئی۔" بختاور کا دل اندر ہی اندر ہول رہا تھا۔۔۔

"دوبارہ ٹرائی کر کے دیکھ لو۔۔۔"

"میں کئی بار ٹرائی کر چکی ہوں پلیز آپ میرے ساتھ واپس گھر چلیں۔۔۔" بختاور نے اس کا بازو کھینچا۔۔۔

"پاگل ہو گئی ہو؟ تھوڑی دیر بعد مایوں کی رسم شروع ہونے والی ہے، مہمان آ رہے ہیں۔۔۔" نیب نے اسے ٹوک دیا تھا۔۔۔

"نیب آپ میری بات سمجھ نہیں رہے، میں نے چوکیدار کے نمبر پہ فون کیا ہے، وہ کہتا ہے زوہیب صاحب نے اسے چھٹی دے کر گھر بھیج دیا تھا وہ اس وقت اپنے گھر میں ہے۔۔۔" بختاور نے نیب کو جن نظروں سے دیکھتے ہوئے بات سمجھائی نیب بھی ٹھٹک گیا تھا۔۔۔

"زوہیب گھر آیا ہوا ہے؟" وہ زیر لب دہرا کے بولا۔۔۔

"نیب! گل نین اکیلی ہے گھر پہ، پلیز میرے ساتھ چلیں۔۔۔" بختاور کی آواز بھرا گئی تھی انجانے خدشے دل کو ہولا رہے تھے۔۔۔

"چلو۔۔۔" نیب بھی زوہیب کی اوباش فطرت کو خوب سمجھتا تھا اسی لیے گل نین کا خیال آتے ہی چل پڑا۔۔۔

"خالہ جان، بچوں کا دھیان رکھیے گا ہم تھوڑی دیر تک آجائیں گے، کسی کام سے جا رہے ہیں۔۔۔" بختاور خالہ جان کو عجلت میں بتا کر باہر نکل آئی تھی۔۔۔ ان کی گاڑی گیٹ سے نکل رہی تھی جب حیشم کی گاڑی قریب آکر رکی۔۔۔

"بختاور کہاں جا رہی ہو؟" لائبہ نے اونچی آواز سے پوچھا لیکن اس وقت بختاور کو کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ لائبہ پہ محض ایک تلخ نگاہ ڈال کر رہ گئی اور نیب نے گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔ لائبہ نے حیشم کو دیکھا وہ پہلے ہی لاتعلق بنا بیٹھا تھا۔۔۔

☼ ☼ ☼

"گل نین۔۔۔!" بختاور نے گھر میں داخل ہوتے ہی گل نین کو پکارا تھا لیکن سیڑھیوں کے سامنے والے فرش پہ بکھرے کانچ کے ٹکڑے اور خون کے نشان دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا نیب کے قدم بھی اپنی جگہ پہ جم سے گئے تھے اور یہی سرخ خون سے نقش پیروں کے نشان سیڑھیوں کے اوپر تک جا رہے تھے۔

"گل نین۔۔۔" بختاور کے قدم لڑکھڑا گئے تھے۔۔۔

"سنبھل کے۔۔۔" نیب نے اسے سہارا دیا لیکن جس کو سہارے کی ضرورت تھی اس کو ابھی تک کسی نے بھی سہارا نہیں دیا تھا۔۔۔

"ہائے میری گل نین۔۔۔" بختاور نے سینہ پیٹ ڈالا تھا۔

"بختاور حوصلے سے کام لو، اسے دیکھو تو سہی وہ ہے کہاں؟"

"کیا ابھی بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کہاں ہے؟ کیا آپ کو نظر نہیں آرہا کہ وہ کہاں ہے؟" بختاور کا دل پھٹ گیا تھا وہ یکدم چیخ اٹھی تھی۔۔۔

"بختاور۔۔۔!"

"بھاڑ میں گئی بختاور۔۔۔" وہ نیب کا ہاتھ جھٹک کر دکھ سے کہتی ہوئی بھاگتی ہوئی اوپر آگئی اس کے پیروں کے نشان زوہیب کے کمرے تک جا رہے تھے بختاور نے دروازہ دھکیلا اور دروازہ کھلتا چلا گیا تھا اندر کا حال باہر سے ہی نظر آرہا تھا بختاور کے قدم لڑکھڑا رہے تھے لیکن کیا کرتی تباہ شدہ عمارت کا ملبہ بھی تو اٹھانا تھا۔۔۔

اس نے قریب آکر گل نین کو حال دیکھا تو منہ سے دبی دبی چیخ نکل گئی تھی اس خبیث، حرام خور نے اسے بری طرح روندا تھا، بری طرح مجروح کیا تھا، برباد کر دیا تھا اسے۔۔۔ بختاور اس کے اوپر جھکی اور اسے بانہوں میں بھینچ کر تڑپ تڑپ کے رو پڑی تھی۔۔۔ وہ بے ہوش پڑی گل نین کو گلے لگائے دھاڑیں مار رہی تھی، بین کر رہی تھی اور نیب اسے سنبھال رہا تھا۔۔۔

"بختاور سنبھالو اپنے آپ کو، گل نین کو اس وقت ٹریٹ منٹ کی ضرورت ہے۔۔۔" نیب نے سمجھ داری سے کام لیا اور بختاور کے ساتھ مل کر اسے اسپتال لے گیا تھا وہ مسلسل زوہیب کے نمبر پہ فون کر رہا تھا لیکن اس کا نمبر آف تھا وہ یقیناً "فرار" ہو چکا تھا۔۔۔!

☼ ☼ ☼

صبح کے قریب اسے ہوش آیا تھا اس نے بوجھل آنکھیں کھول کر دیکھا بختاور بیڈ پہ اس کے قریب اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھی تھی اور بختاور کے آنسو رخساروں پہ بہہ رہے تھے گل نین کی بے حس و حرکت نظریں بختاور کے چہرے پہ ٹھہری ہوئی تھیں بے تاثر اور سپاٹ۔۔۔!

"گل نین! میری گڑیا مجھے معاف کر دو میں تمہاری مجرم ہوں، میری وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔۔۔ میں تمہیں اکیلے چھوڑ کر جاتی، نہ یہ سب ہوتا۔۔۔" بختاور اس کے ہاتھ تھامے رو پڑی تھی۔۔۔

"میں نے تمہیں اپنے گھر لا کر بہت بڑی غلطی کی تھی، تم حیشم بھائی کے گھر رہتیں تو یہ سب تو نہ ہوتا، تمہاری عزت تو محفوظ رہتی، چاہے لائبہ بھابھی کچھ بھی کہتی رہتیں۔۔۔" بختاور ہچکیوں سے رو رہی تھی اور گل نین ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"کچھ بولو نا گل نین۔۔۔ خدا کے لیے کچھ تو کہو۔۔۔" بختاور نے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔؟" نرس اندر داخل ہوئی تو بختاور کی حرکت دیکھ کر سختی سے بولی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ مجھ سے۔۔۔بات کیوں نہیں کر رہی؟" بختاور کی اپنی حالت غیر ہو رہی تھی وہ رات سے مسلسل اس کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھی اور اب اسے گل نین کی چپ مار رہی تھی۔

"ابھی وہ ریلیکس نہیں ہیں' ابھی تو ہوش میں آئی ہیں' تھوڑی دیر صبر کیجیے وہ بات بھی کرلیں گی۔" نرس نے اسے تسلی دی اور گل نین کا بی پی چیک کرنے لگی پھر اسے ایک انجکشن دے کر چلی گئی۔ دوپہر بارہ بجے کے قریب ڈاکٹرز نے اسے ڈسچارج کر دیا تھا۔

"میں گاڑی نکالتا ہوں' تم اسے ساتھ لے کر پارکنگ تک آجاؤ۔" نیب کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔

"چلو گل نین' گھر چلو۔" بختاور نے اس کا دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا۔

"گھر۔۔۔؟" گل نین نے پتھرائی ہوئی سپاٹ نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"کیا اب کسی تیسرے گھر جانا ہوگا مجھے۔۔۔؟" وہ گھروں سے تو بہت فیض پالیا میں نے۔۔۔؟' اس کا سوال بختاور کا کلیجہ چیر گیا تھا وہ تڑپ گئی تھی۔

"ایسا نہ کہو' میری گڑیا میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔۔" اس نے گل نین کی پیشانی چوم لی۔

"آپ مجھے اتنا بتادیں اب میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟" لب ولہجہ اور انداز اب بھی سپاٹ ہی تھے۔

"میں۔۔۔میں تمہیں واپس حیشم بھائی کے گھر چھوڑنے جارہی ہوں' ایم سوری میں۔۔۔میں تمہاری حفاظت نہیں کرسکی' تم ان کی ذمہ داری ہو وہ اپنی ذمہ داری سنبھال لیں گے' انہوں نے تمہیں دانش سے بچالیا تھا وہ تمہیں زوہیب سے بھی بچاسکتے تھے اگر تم ان کے پاس ہوتیں' بس میں ہی کچھ نہ کرسکی۔۔۔" بختاور نے نجانے کیا کیا کہہ رہی تھی لیکن گل نین کے ذہن میں یہی بات گردش کر رہی تھی کہ وہ اسے واپس چھوڑنے جارہی ہے' اس دیوتا کے پاس جس کی گل نین نے پچھلے کئی برسوں سے پوجا کی تھی دل ہی دل میں چاہتوں کے ہزاروں دیپ جلائے اور خود ہی بجھا دیے لیکن کبھی کسی کو اس دیے کی لو نہیں لگنے دی تھی اب بختاور اسے اسی کے پاس لے کر جارہی تھی وہ پہلے ہی اس پہ نظر نہیں ڈالتا تھا اب تو وہ تھی ہی داغ دار داسی اور وہ دیوتا داغ دار داسی کو بھلا کیسے قبول کرسکتا تھا۔۔۔؟

گل نین بختاور کو انکار بھی نہیں کرسکتی تھی اور نہ ہی کوئی ضد کرسکتی تھی ایک بار پھر اپنا لاشہ اپنے کندھوں پہ اٹھائے' جس طرف کو کہا گیا اسی طرف چل دی۔۔۔!

"دیکھو گل نین خدا کے لیے اس بات کو میری خود غرضی مت سمجھنا لیکن اس میں ہم سب کا فائدہ ہی ہے کہ حیشم بھائی کو پتا نہ چلے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟ ورنہ وہ زوہیب کو قتل کرکے خود پھانسی چڑھ جائیں گے پلیز گل نین' بہت نقصان ہوگا۔۔۔" بختاور اس کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی۔

"گویا دیوتا کو پتا نہ چلے کہ داسی داغ دار ہے' چھپایا جائے۔۔۔" اس نے تلخی سے سوچا اور سر جھٹک دیا۔

"خیر اسے تو یہ بھی نہیں پتا کہ اس کی ایک داسی بھی ہے' جس نے اسے دیوتا بنا رکھا ہے' اگر پتا ہوتا تو شاید یوں دردر بھٹکنے کے لیے تو نہ چھوڑتا۔۔۔؟" وہ بختاور کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

☆ ☆ ☆

"یہ پھر واپس آگئی۔۔۔؟" لائبہ بختاور کے ساتھ گل نین کو ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بدک گئی تھی۔

"لائبہ۔۔۔!" حیشم نے سختی سے کہتے ہوئے اسے گھورا تھا۔

"تو ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں' یہ دوبارہ واپس کیوں آئی۔۔۔؟"

"بھابھی پلیز! اپنا دل نرم رکھیں' دل کو پتھر نہ بنائیں' ورنہ یہی پتھر آپ کی زندگی کے آئینے میں دراڑ

ڈال دے گا۔۔۔" بختاور بمشکل ضبط کرتے ہوئے بولی تھی۔

"اوہ! تو اب تم مجھے بددعائیں دینے لگی ہو؟" لائبہ کا ری ایکٹ خالصتاً" جاہل عورتوں جیسا تھا۔

"میں آپ کو یہ بتارہی ہوں کہ پلیز کسی دکھے دل کی بددعا سے ڈریں۔۔۔"

"ہونہہ! دکھا دل' وہ بھی اس کا جو دوسروں کے دل دکھاتی پھر رہی ہے؟"

"لائبہ اپنی زبان بند رکھو ورنہ میرا ہاتھ اٹھ جائے گا۔۔۔" حیشم اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا تھا اور لائبہ "ہونہہ" کرکے پھنکارتی ہوئی ایک سلگتی سی نظر لائبہ پہ ڈال کر وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

"جاؤ گل نین تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔" بختاور نے گل نین کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے لہجے کو نارمل رکھا کہ کہیں حیشم کھٹک نہ جائے۔۔۔ گل نین نے ان دونوں بہن بھائی پہ ایک نظر ڈالی تھی' فقط اک نظر اور پھر وہاں سے ہٹ گئی تھی لیکن اس اک نظر کا تیر دونوں کے دل میں پیوست ہوگیا تھا۔

"کیا بات ہے بختاور' گل نین ٹھیک تو ہے؟" حیشم کی چھٹی حس اسے چونکا رہی تھی۔

"ج۔۔۔جی۔۔۔وہ دراصل اسے بخار تھا اس لیے اسے یہاں لے آئی ہوں' زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔" بختاور نے بمشکل خود کو کمپوز کیا تھا۔

"تم لوگ کل شام کو مایوں کی رسم میں کہاں چلے گئے تھے کیا بات تھی۔۔۔؟"

"وہ بس ایک ضروری کام نمٹانے چلے گئے تھے۔۔۔"

"رات بھر کام نمٹاتے رہے تم لوگ؟ کوئی پریشانی والی بات ہے تو بتاؤ مجھے؟" حیشم کھوج رہا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں' میں چلتی ہوں اب' آپ گل نین کا خیال رکھیے گا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔" بختاور کہہ کر واپسی کے لیے پلٹی۔

"اتنی جلدی؟"

"جی وہ باہر نیب میرا انتظار کر رہے ہیں' ہم نے شادی میں بھی جانا ہے' او کے اللہ حافظ۔۔۔" بختاور جلدی جلدی کہہ کر باہر نکل گئی کہ مبادا وہ اپنا دکھ حیشم کے سامنے رونے ہی نہ بیٹھ جائے اور حیشم حیران پریشان سوچتا رہ گیا کہ آخر یہ سارا چکر کیا ہے؟ نیب یہاں تک آکر بھی اندر نہیں آیا' بختاور' گل نین کو عجیب مشکوک سی حالت میں چھوڑ کر واپس پلٹ گئی' گل نین خاموشی سے روبوٹ کی طرح اندر چلی گئی آخر کیا ہوا تھا ان لوگوں کے درمیان کہ وہ بغیر اطلاع کے اسے چھوڑنے آگئے۔۔۔؟ وہ کتنی دیر وہیں کھڑا سوچتا رہا اور جب رہ نہ سکا تو گل نین کے کمرے میں چلا آیا۔۔۔ آج پہلی بار وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن بہت ساری الجھن اور بہت سارے سوال لے کر۔۔۔!

☆ ☆ ☆

گل نین زیادہ دیر اس کے سوالوں سے بچ نہ سکی پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اس کے دیوتا نے اس داسی پہ غور کیا تھا' اس کے دکھ' اس کی پریشانی کو سمجھا تھا اسی لیے اس سے پوچھنے اس کے پیچھے ہی چلا آیا تھا اور آج جب وہ پوچھ ہی رہا تھا تو وہ کیوں نہ بتاتی؟ اسے بختاور کی ہر منت سماجت بھول گئی تھی وہ مزید ضبط نہ کرسکی اور اس کے قدموں میں گر کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔۔۔ حیشم ابھی تک اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"گل نین!" اس نے نیچے جھکتے ہوئے گل نین کو دونوں کندھوں سے تھام کے اپنے سامنے کھڑا کرلیا تھا لیکن اس کا دوپٹہ نیچے فرش پہ ہی پڑا رہ گیا وہ اس کے سامنے بغیر دوپٹے کے کھڑی تھی اور حیشم کی نظریں پتھرا گئی تھیں اس کا جسم بے حد داغ دار ہو رہا تھا گردن پہ اور گردن سے نیچے تک زخموں اور خراشوں کے سرخ نشان تھے ویسے ہی دو تین نشان اس کے بائیں رخسار پہ بھی تھے اس کی مجروح حالت بہت کچھ کہہ رہی تھی حیشم کے ہاتھوں کی گرفت کمزور پڑ گئی۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ سب کیا۔۔۔ کیا ہوا ہے گل نین۔۔۔؟" دیوتا داسی سے حال پوچھ رہا تھا۔

"آپ کو نظر نہیں آرہا کہ کیا ہوا ہے؟ کیا ابھی بھی یہ بتانے کی گنجائش ہے کہ "خان بابا" کی برسوں کی کمائی (عزت) چند لمحوں میں لٹ گئی؟ حیشم خان! تمہیں نظر نہیں آرہا کہ خان بابا کی گل نین لٹ گئی؟ برباد ہو گئی' لاوارث عمارت پہ ڈاکہ پڑ گیا۔۔۔؟" اس نے حیشم خان کا گریبان پکڑ لیا تھا اور اسے جھنجھوڑتے ہوئے چیخ چیخ کے بتا رہی تھی۔

"حیشم خان' جاؤ بتاؤ لائبہ بی بی کو لٹ گئی گل نین' گل نین ایک کھلا برتن تھی اور آوارہ کتا اس برتن میں منہ مار گیا' پلید کر گیا' اب یہ برتن ناپاک ہے' پھینک دو اسے' توڑ دو' گھر میں مت رکھو' پلید ہے۔" وہ چیخ چیخ کر نڈھال ہو گئی تھی اور نڈھال تو حیشم خان بھی ہو گیا تھا خان بابا کے سامنے کندھے ہی نہیں نظریں بھی جھک گئی تھیں وہ روز قیامت ان کے سامنے جاتا تو کس منہ سے جاتا؟ انہوں نے اپنی ایک بیٹی کی ذمہ داری سونپی تھی اسے اور وہ بھی نہ نبھا سکا' اس کی عزت کی حفاظت بھی نہ کر سکا۔۔۔؟ اس عزت کی حفاظت جس کے لیے خان بابا ذرا دیر کے لیے گھر سے باہر نکلتے تو اکثر کام ادھورا چھوڑ کر واپس بھاگ آتے تھے کہ ان کی گل نین گھر پہ اکیلی ہے۔۔۔ اور آج وہ اکیلی سب کچھ لٹا آئی تھی۔۔۔!

"بتاؤ حیشم خان' اب مجھے کس کے گھر بھیجنا ہے تم نے؟" اس نے حیشم کے گریبان کو جھٹکا دیا تھا اس کی آنکھیں لہو پکار رہی تھیں۔

"اگر مجھے اس طرح برباد کرنا تھا تو' مجھے واپس بھیج دیتے' میں اکیلی رہ لیتی' تم سے زیادہ میری حفاظت تو قادر خان کر سکتا تھا۔۔۔" وہ اذیت ناک کیفیت سے گزر رہی تھی اسی لیے برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا اک عمر صبر کیا تھا' برداشت کیا تھا اور خود پہ بھی کیا تھا کبھی دل کی حالت کو زبان نہیں دی تھی صرف اس لیے کہ اس کا گھر آباد رہے اور وہ خوش رہے۔۔۔!

"میرا انتظار کرو گل نین۔۔۔" وہ کہہ کر اپنا گریبان چھڑا کر کمرے سے نکل گیا تھا اور گل نین وہیں ڈھے سی گئی تھی۔۔۔!

☆ ☆ ☆

ٹھیک ایک گھنٹے بعد حیشم خان گھر میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ چار اور آدمی تھے جنہیں وہ لے کر سیدھا ڈرائنگ روم میں آیا تھا۔

"بیٹھیے مولوی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیے' میں ابھی آتا ہوں۔۔۔" وہ ان کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر باہر نکل آیا تھا۔

"حمیدہ! ڈرائنگ روم میں چائے سرو کرو۔۔۔" وہ کچن کی طرف جاتی حمیدہ کو آرڈر دے کر گل نین کے کمرے میں آیا تھا وہ دروازے کی آہٹ پہ گھٹنوں سے سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"آؤ میرے ساتھ۔۔۔" حیشم نے آگے بڑھ کے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لیے تیزی سے باہر نکل آیا تھا یہاں تک کہ گل نین کو سوال و جواب کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔۔۔ اور وہ اسے سیدھے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"بیٹھو۔۔۔" اس نے گل نین کو صوفے پہ بٹھا دیا۔

"صاحب۔۔۔؟" گل نین مولوی صاحب اور گواہوں کو دیکھ کر چکرا گئی تھی۔

"نکاح شروع کیجیے مولوی صاحب۔۔۔" حیشم خان نے اشارہ کیا تھا اور ابھی وہ نکاح پڑھ ہی رہے تھے کہ حمیدہ اندر داخل ہوتے ہی اپنی جگہ پہ جم گئی اور ٹرے وہیں ڈال کر لائبہ کے پاس بھاگی تھی۔

"لائبہ بی بی۔۔۔ لائبہ بی بی غضب ہو گیا' آپ لٹ گئیں' برباد ہو گئیں۔۔۔" حمیدہ اپنے سینے پہ دوہتڑ مار رہی تھی لائبہ بشر کو سلا رہی تھی حمیدہ کی آواز پہ ٹھٹھک گئی۔

"ایسی کون سی قیامت آگئی؟"

"قیامت آگئی لائبہ بی بی' وہ۔۔۔ وہ صاحب باہر گل نین کے ساتھ۔۔۔"

"اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟ ہونہہ لیکن اب کی بار ایسا گھر سے نکالوں گی کہ پلٹ کر کبھی واپس نہیں آئے گی چڑیل' کمینی۔۔۔" لائبہ دبے لہجے میں غرا رہی تھی۔

"لائبہ بی بی اب وہ کہیں نہیں جائے گی' آپ باہر نکل کر دیکھیں تو سہی۔۔۔" حمیدہ نے بمشکل کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔؟"

"صاحب نکاح کر رہے ہیں اس کے ساتھ۔۔۔" اس نے بم پھوڑ ہی دیا تھا۔

"کیا۔۔۔؟" لائبہ کا کیا اتنا بلند تھا کہ بشر سوتے سوتے بھی چیخ کر اٹھ گیا تھا لائبہ باہر کو بھاگی تھی۔

"قبول ہے۔۔۔" گل نین کا تیسرا اور آخری "قبول ہے" اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا اور پھر مبارک باد کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ لائبہ ڈرائنگ روم کے دروازے میں کسی بت کی طرح ایستادہ تھی تھوڑی دیر بعد وہ بھی مہمان چلے گئے اور لائبہ اندر آگئی۔

"حیشم! یہ۔۔۔ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟" بشر بری طرح رو رہا تھا لیکن لائبہ کو کچھ احساس نہیں تھا۔

"نکاح کیا ہے میں نے' گل نین کو بیوی کا درجہ دیا ہے' اس گھر کی مالکن بنایا ہے تاکہ وہ آئندہ در در نہ بھٹکے اور کوئی اس پر بری نظر نہ ڈالے' وہ لاوارثوں جیسی زندگی گزار رہی تھی اب میں اس کا وارث بن گیا ہوں' اب میں اس کا شوہر ہوں اور وہ میری بیوی ہے۔" حیشم کا لہجہ پتھریلا سا ہو رہا تھا۔

"تو۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔؟"

"تم بے فکر رہو تمہیں طلاق نہیں دوں گا اور نہ ہی اس گھر سے نکالوں گا کیونکہ تم جیسی عورت کو برداشت کرنا میری مجبوری ہے تم میرے بچوں کی ماں ہو' مجھے بچوں کا بھی تو کچھ سوچنا ہے' ہاں البتہ اگر تم خود یہ گھر اور بچے چھوڑ کر جانا چاہتی ہو تو میں تمہیں روکوں گا نہیں' تم یہاں رہو یا چلی جاؤ اس فیصلے کا اصل اختیار تمہارے پاس محفوظ ہے تم رہنا چاہتی ہو تو رہو' جانا چاہتی ہو تو دروازے کھلے ہیں شوق سے جا سکتی ہو۔۔۔" حیشم نے دروازے کی سمت اشارہ کیا تھا۔

"لیکن اس گھر میں رہنا ہے تو اتنا یاد رکھنا کہ یہاں اب جو کچھ بھی ہو گا وہ گل نین کی مرضی سے ہو گا اس کی مرضی کے خلاف تم ادھر کی چیز ادھر بھی نہیں کر سکتیں' کوئی الزام تراشی کی تو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا' آج یہ ساری نوبت تمہاری وجہ سے آئی ہے اس لڑکی کی زندگی برباد کرنے کی ذمہ دار تم ہو' تمہاری وجہ سے اس کی عزت تباہ ہو گئی اور آج مجھ پر فرض بنتا تھا کہ میں خان بابا کی عزت کو اپنا نام دو بولوں میں دے دیا۔۔۔ اب اس گھر میں جو مقام اس کا ہے وہ شاید تمہارا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ تمہارے پاس دس منٹ ہیں سوچ لو یہاں سے جانا ہے یا رہنا ہے؟" وہ گل نین کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ کمرے میں آگیا تھا گل نین خدا کی رضا پہ ساکت و صامت اور حیران پریشان تھی شاید یہ سب اسی طرح قسمت میں لکھا تھا اور باہر کھڑی لائبہ بھی حیران پریشان تھی اپنی کم عقلی کے ہاتھوں مار کھا کر اپنا ہی گھر اجاڑ بیٹھی تھی۔